﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: نصیر احمد قمر

جلد 25 | جمعۃ المبارک 27/اپریل 2018ء — 10 شعبان 1439 ہجری قمری ❁ 27/شہادت 1397 ہجری شمسی | شمارہ 17

نیکی میں پہل کرنا

حضرت ابوایوبؓ انصاری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق کرے اور جب دونوں ایک دوسرے سے ملیں تو ادھر ادھر منہ پھیر لیں۔ فرمایا ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ اُستاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰؐ میں تفریق کرتا ہے اُس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔

”اور بے شک میرے پروردگار کے نزدیک میری مثال آدم کی مثال ہے اور مَیں پیدا نہیں کیا گیا مگر اس کے بعد کہ زمین پر چوپائے اور درندے اور چیونٹیاں اور بوڑھے بھیڑیے کثرت سے پھیل گئے اور ہر ایک قسم کے وحشیوں نے جہاں تک اُن سے ہوسکا ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی اور جھگڑے کی بنیاد ڈالی۔ اور کوئی آدم نہ تھا کہ اُن کے اختیار کی باگ کو ہاتھ میں لائے اور ان پر حَکم بنے اور اُن کی نزاعوں میں فیصلہ کی راہ نکالے۔ لاجرم خدا نے مجھ کو آدم بنایا اور مجھ کو وہ سب چیزیں بخشیں اور مجھ کو خاتم النبیین اور سید المرسلین کا بروز بنایا۔ اور بھید اس میں یہ ہے کہ خدا نے ابتدا سے ارادہ فرمایا تھا کہ اُس آدم کو پیدا کرے گا کہ آخری زمانہ میں خاتم خلفاء ہوگا جیسا کہ زمانہ کے شروع میں اس آدم کو پیدا کیا جو اس کا پہلا خلیفہ تھا اور یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ فطرت کا دائرہ گول ہوجائے۔ اور نیز اس لئے کہ یہ مشابہت توحید کے لئے ایک روشن دلیل بن جائے۔ اور نیز اس لئے کہ مصنوع صوری دلالت کے ساتھ اپنے بنانے والے پر دلالت کرے کیونکہ گول چیز کی ہیئت وحدت کی طرح ہوجاتی ہے بلکہ وحدت کے معنوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اِسی واسطے بسائط کی قسم کی پیدائش میں گولائی پائی جاتی ہے۔ اور کوئی بسیط چیز کُرویّت سے باہر نہیں ہے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ لوگ جان لیں کہ خدا واحد اور یکتا ہے جس نے ساری مخلوقات کو یگانگت کے رنگ سے رنگ دیا ہے اور اس لئے تا کہ پہچان لیں کہ جہانوں کا پروردگار وہی ہے۔ اور حاصل کلام یہ کہ خدا اکیلا ہے اور ایک ہونے کو دوست رکھتا ہے۔ اس لئے اُس کی یکتائی نے چاہا کہ وہ انسان جو خلیفوں کا خاتم ہو اُس آدم کے مشابہ ہو جو سب خلیفوں کا پہلا تھا اور مخلوقات میں اوّل شخص تھا جس میں خدا کی روح پُھونکی گئی تھی اور یہ اس لئے کیا تا کہ نوع بشر کا زمانہ اُس دائرہ کی طرح ہوجائے جس کا آخری نقطہ اُس کے پہلے نقطے سے مل جاتا ہے اور نیز اس لئے کہ اس توحید پر دلالت کرے جس کی طرف انسان کو بلایا گیا ہے۔ اور توحید ہمارے پروردگار کو سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اس لئے انسان کی پیدائش میں وضعِ دَوری کو اختیار فرمایا۔ اور اسی سبب سے آدم پر ختم کیا جیسا کہ شروع میں آدم سے ابتدا کیا اور فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بڑا بھاری نشان ہے اور آخر زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور میری نسبت اُس کی جناب کے ساتھ اُستاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو۔ اور خدا نے مجھ پر اُس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جُود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی اٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰؐ میں تفریق کرتا ہے اُس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ اور بے شک ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے خاتمہ کے آدم اور زمانہ کے دنوں کے منتہا تھے اور آنحضرت آدم کی طرح پیدا کیے گئے اس کے بعد کہ زمین پر ہر طرح کے کیڑے مکوڑے اور چارپائے اور درندے پیدا ہو گئے اور جس وقت خدا نے اس مخلوق کو یعنی حیوانوں اور درندوں اور چیونٹیوں کو زمین پر پیدا کیا یعنی فاجروں اور کافروں اور دنیا پرستوں کے ہر ایک گروہ کو پیدا کیا اور آسمان میں ستارے اور چاندوں اور سورجوں یعنی پاکوں کے نفوس مستعدہ کو ظہور میں لایا تو بعد اس کے اُس آدم کو وجود کا خلعت پہنایا جس کا نام محمد اور احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ آدم کی اولاد کا سردار اور خلقت کا امام اور سب سے زیادہ تقی اور سعید ہے۔ اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کا یہ قول اشارہ کرتا ہے وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ الآیۃ اور خدا کی عزت اور جلال کی قسم کہ اِذۡ کا لفظ قطعی دلالت کے ساتھ اِس مقصود پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر تو یہود کی طرح نہیں تو آیت کا سیاق وسباق تجھ پر اس راز کو کھول دے گا پس شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر زمانہ کے آدم ہیں اور امت اس نبی محمود کی ذرّیت کی بجا ہے۔ اور اس کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول کا اشارہ ہے اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ پس ان معنوں میں غور اور فکر کر اور غافلوں میں سے مت ہو۔“

(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 155 تا 159۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 جولائی 2016ء بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں چند نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ پہلا نکاح عزیزہ نصرت جہاں چوہدری بنت مکرم عبدالرزاق چوہدری صاحب کا ہے۔ رزاق صاحب سپین کی جماعت احمدیہ کے امیر ہیں۔ اور یہ عزیزم عابد محمود شاہد ابن مکرم سید مقصود احمد صاحب کے ساتھ دس ہزار آسٹریلین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ یہ آسٹریلیا میں رہتے ہیں۔ لڑکا کیونکہ یہاں موجود نہیں، اُن کے وکیل سید مطلوب احمد شاہ صاحب ہیں جو ان کے چچا بھی لگتے ہیں۔

بچی حضرت صوفی غلام محمد صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہے ان کی نواسی کی بیٹی ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا ’’نواسی کی بیٹی ہے ناں؟ کہاں ہیں رزاق صاحب‘‘

مکرم رزاق صاحب کے کھڑے ہونے پر حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا:۔ صوفی صاحب کی نواسی کی بیٹی ہے؟

رزاق صاحب کے عرض کرنے پر کہ صوفی صاحب کے بیٹے کی پوتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اچھا، ٹھیک ہے بیٹھیں۔

پھر فرمایا:۔ اور میجر راجہ عبدالحمید صاحب کی نواسی ہے۔ میجر راجہ عبدالحمید صاحب بھی جاپان اور امریکہ میں پہلے فوج میں تھے، فارغ ہوئے۔ وقفِ زندگی کی اور جاپان اور امریکہ میں پھر ان کو بطورِ مبلغ بھیجا گیا۔ بڑی عمر کے باوجود انہوں نے جاپان جا کے وہاں کی زبان سیکھی اور اچھا کام کیا اور بہت سے نوجوانوں سے زیادہ انہوں نے میدانِ عمل میں خدمات انجام دیں۔

اسی طرح لڑکا حضرت سید عبدالستار شاہ صاحب کے پوتے کا پوتا ہے یعنی کہ یہ حضرت ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب کی تیسری نسل ہے۔ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے نانا تھے۔ اس لحاظ سے ان کی رشتہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں پرانے احمدی خاندان ہیں۔ خدمت کرنے والے خاندان ہیں۔ جماعت کے ساتھ وفا کرنے والے خاندان ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ نیا قائم ہونے والا رشتہ بھی ہر لحاظ سے بابرکت ہو۔ اور ان کی نسلیں بھی اپنے آباؤ اجداد کی طرح نیک، صالح اور خدمت دین کرنے والی ہوں اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ رضیہ صفدر بنت مکرم صفدر علی صاحب کا ہے جو عزیزم محمد افضال ابن مکرم میاں غلام علی صاحب سپین کے ساتھ سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ مکرم انصر احمد صاحب عزیزہ کے بھائی اس کے وکیل ہیں۔ اور مکرم محمود احمد خان صاحب لڑکے کے وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:

اگلا نکاح عزیزہ ماہدہ جاوید واقفۂ نو کا ہے جو مکرم منیر جاوید صاحب کی بیٹی ہیں اور ان کا نکاح طلحہ سیفی ابن مکرم خالد سیفی صاحب امریکہ کے ساتھ پچیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

ماہدہ جاوید واقفۂ نو بھی ہیں اور جیسا کہ مَیں نے بتایا منیر جاوید صاحب کی بیٹی ہیں جو پرائیویٹ سیکرٹری ہیں۔ اسی طرح طلحہ سیفی چوہدری محمد اسحاق صاحب اسیر راہ مولیٰ ساہیوال کا نواسہ ہے۔ وہاں اس وقت ان کو خدام الاحمدیہ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔

یہ دونوں خاندان بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے مخلص خاندان اور جماعت کی خدمت کرنے والے خاندان ہیں۔ اللہ کرے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی نیک صالح ہوں اور خدمت کرنے والی ہوں۔ اور ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے والی اور جماعت سے وابستہ رہنے والی ہوں۔

نکاحوں کے موقعہ پہ جن آیات کی تلاوت کرنے کی سنت ہے۔ ان میں بار بار تقویٰ کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور تقویٰ جس کی وضاحت بھی انہی آیات میں کر دی گئی ہے، یہ ہے کہ ایک دوسرے پر اعتماد کرو۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتے کا خیال رکھو۔ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دو۔ (ان آیات میں۔ ناقل) جو کل ہے وہ آئندہ نسل کی طرف بھی ہے اور اپنی کل، اپنی عاقبت کی طرف بھی ہے۔ پس جہاں اپنی عاقبت کو سنوارنے کی طرف توجہ دو وہاں اپنی نسلوں کو بھی نیک صالح بنانے کی طرف توجہ دو۔ دین سے وابستہ رہنے کی طرف توجہ دو تا کہ یہ سلسلہ چلتا چلا جائے۔

صرف بزرگوں کی خدمت کرنے والوں کی اولاد ہونا کافی نہیں ہے۔ جماعت کی خاطر قربانیاں دینے والوں کی اولاد ہونا کافی نہیں ہے۔ اس کے لئے خود بھی اپنے عمل اس کے مطابق بنانے ہوں گے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا چلا جائے۔ اور پھر اپنے بچوں کی تربیت کی طرف بھی توجہ دینی ہوگی تا کہ وہ بھی ہمیشہ دین کے ساتھ جڑے رہیں۔ اللہ کرے کہ یہ نئے قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے بابرکت بھی ہوں۔ اور آپس میں ان کے اعتماد کے رشتے بھی قائم رہیں۔ پیار کے رشتے بھی قائم رہیں۔ پُرسکون رشتے ہوں اور ہمیشہ ان کے گھروں میں امن، چین اور سکون رہے۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں دعا کرواؤں گا۔ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

حضور انور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ یاد آجانے پر حضور انور نے فرمایا:

ہاں ابھی ایک (ایجاب وقبول) رہتا ہے۔

اور پھر اس نکاح کے فریقین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: آپ سے ابھی نہیں پوچھا۔ ویسے دعا بھی کافی تھی۔

اس کے بعد حضور انور نے فریقین میں ایجاب و قبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دعا کر لیں۔

☆...☆...☆

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 13/مارچ 2018ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر مکرمہ درثمین شیخ صاحبہ (سکنتھورپ۔ یوکے) کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر:

مکرمہ درثمین شیخ صاحبہ (سکنتھورپ۔یُوکے)

9 مارچ 2018ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت حاجی محمد صدیق صاحب (آف پٹیالہ) کی پوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ انگلستان میں واقع یونیورسٹی آف Hull میں بطور ایڈمنسٹریٹر کام کر رہی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بہن اور ایک بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

1۔ مکرمہ امۃ الحفیظ عابدہ زیروی صاحبہ (اہلیہ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی ربوہ) 26 فروری 2018ء کو 70 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم صوفی خدا بخش زیروی صاحب مرحوم (واقف زندگی) کی بیٹی تھیں۔ آپ نے ایم ایس سی ریاضی کرنے کے بعد 1971ء سے جامعہ نصرت ربوہ میں بطور لیکچرار ملازمت کا آغاز کیا اور یہاں سے 2008ء میں بطور پرنسپل ریٹائرڈ ہوئیں۔ آپ نے 1972ء سے لے کر 2017ء تک مسلسل لجنہ اماء اللہ پاکستان کے مختلف شعبہ جات میں خدمت کی توفیق پائی۔ 1999ء میں بطور نمائندہ لجنہ اماء اللہ جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی۔ نمازوں میں باقاعدگی کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ اپنے بچوں اور پوتوں کی تربیت میں بھی اس امر کا خاص خیال رکھا۔ جب تک صحت رہی رمضان کے روزے بھی باقاعدگی سے رکھتی تھیں۔ چندے بڑی باقاعدگی سے ادا کرتیں اور دیگر مالی قربانیوں میں بھی حصہ لیتی تھیں۔ حضور کے خطبات باقاعدگی سے سنتی تھیں۔ طبیعت میں نیکی اور خودداری بہت تھی اور اپنا بوجھ کسی پر ڈالنا پسند نہیں تھا۔ تمام بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی اور ان کی بہت اچھی تربیت کی۔ خلافت سے وفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔ اپنی تکلیف دہ بیماری کا بڑے صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مظہر احمد صاحب مربی سلسلہ نور فاؤنڈیشن ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

2۔ مکرم ملک منور احمد صاحب (گوجرانوالہ) 22 جنوری 2018ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ گوجرانوالہ شہر کے حلقہ اسلام آباد کے صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ خلافت سے بے پناہ محبت تھی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

3۔ مکرمہ امۃ الجمیل صاحبہ اہلیہ مکرم محمد اشرف مبشر صاحب سدھو (ربوہ) 28 جنوری 2018ء کو سینیگال میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کا تعلق بہت مخلص گھرانے سے تھا۔ آپ کی دادی اور والد نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پنجگانہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، بہت مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ قرآن کریم کی تلاوت خود بھی بڑی باقاعدگی سے کرتی تھیں اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے صاحبِ رؤیا و کشوف تھیں۔ جماعتی کتب، رسائل اور اخبارات کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتی تھیں۔ بہت غریب پرور تھیں۔ یتیم بچیوں کی شادیوں پر جہیز کا سامان بھی بنوا کر دیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ناصر احمد صاحب سدھو (امیر و مشنری انچارج سینیگال) کی والدہ تھیں۔

4۔ مکرم نعیم اللہ خالد صاحب (Frankenthal۔ جرمنی) 31 جنوری 2018ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت شیخ فضل احمد صاحب بٹالوی رضی اللہ عنہ کے داماد اور مکرم لئیق احمد صاحب طاہر (مبلغ سلسلہ یوکے) کے بہنوئی تھے۔ 1984ء سے جرمنی میں مقیم تھے اور فرانکن تھال میں جماعت کا قیام آپ کے ذریعہ سے ہوا۔ بہت بے نفس اور عاجز انسان تھے۔ ہر ایک سے پیار سے ملتے اور عزت سے پیش آتے تھے۔ خلافت سے عشق کی حد تک پیار تھا اور خلیفۂ وقت کی ہر تحریک پر لبیک کہنے کی کوشش کرتے تھے۔ آپ اللہ کے فضل سے 1/3 حصہ کے موصی تھے۔

5۔ مکرمہ فرحت الطاف صاحبہ اہلیہ مکرم وقار مصطفیٰ چوہدری صاحب (لاہور) 5/6 فروری 2018ء کی درمیان رات کو تقریباً 73 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولانا شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت حافظ عبدالعلی صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ بہت سی خوبیوں کی مالک، ملنسار، مہمان نواز، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ دوسروں کے جذبات کا بڑی باریک بینی سے خیال رکھتی تھیں۔ حلقہ گلبرگ (لاہور) میں صدر لجنہ کے علاوہ سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح شعبہ اصلاح وارشاد میں بھی خدمت بجالاتی رہیں۔ رسالہ مصباح میں مضامین بھی لکھا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

6۔ مکرمہ جمیلہ شہناز صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالخالق لدھیانوی صاحب۔ 7 فروری 2018ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اکثر ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہتی تھیں۔ غریبوں کی ہمدرد، مہمان نواز اور سلیقہ شعار خاتون تھیں۔ کم آمدنی کے باوجود خدا کی راہ میں خرچ کرتی رہتی تھیں۔ پردہ کا خاص خیال رکھتی تھیں اور اپنی بچیوں کو بھی اس کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

7۔ مکرمہ سائرہ احمد صاحبہ (Ottawa۔ کینیڈا) 9 فروری 2018ء کو تقریباً 36 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت محمد اسماعیل سرساویؓ کی پڑپوتی اور مکرم ماسٹر سعد اللہ صاحب کی پوتی تھیں۔ تقریباً تین سال تک کینسر کی بیماری کا بڑے صبر اور حوصلہ کے ساتھ مقابلہ کیا۔ کبھی ناامیدی یا مایوسی کا اظہار نہیں کرتی تھیں۔ وفات سے دو ماہ قبل جب آپ کو ڈاکٹروں نے بتایا کہ اب ان کے پاس بیماری کا کوئی علاج باقی نہیں رہا تو اس پر بڑے اطمینان سے جواب دیا کہ مجھے خدا کی ذات پر بھروسہ ہے۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، انتہائی ملنسار، خوش مزاج اور حوصلہ مند خاتون تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

احمدیوں پر ہونے والے مظالم

(1982ء تا 2003ء)

مختصر جائزہ

(نصیر احمد قمر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنّت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں۔ اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدّت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلّی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امر مقدّر اپنے مدّت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرتِ الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اس کی نوبت آتی ہے۔ اسی طرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہو گی اور ٹھٹھا ہو گا اور لعنتیں کریں گے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل حال ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کرے گا۔“

(انوارالاسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر 9 صفحہ 53 تا 54)

جماعت احمدیہ کے آغاز سے لے کر آج تک مخالفین احمدیت کی طرف سے تمسخر اور استہزاء، کذب و افتراء اور ظلم وستم کی ساری تاریخ حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا ارشاد کی حقّانیت پر گواہ ہے۔ جماعت کی مخالفت کی جو لہریں اٹھتی رہیں کبھی کبھی ان میں غیر معمولی شدّت پیدا ہو جاتی رہی ہے۔ اور انفرادی یا مقامی طور پر ہی نہیں بلکہ مخالفین کی اجتماعی اور منظّم سازشوں کے نتیجہ میں ظلم وستم کی کارروائیاں بہت بڑھ جاتی رہیں اور بعض اوقات جب حکومت اور اس کی انتظامیہ بھی اس سازش کا حصہ بنی اور مختلف قوانین کا سہارا لے کر اپنے خیال میں اسے نابود کرنے کے منصوبے بنائے تو اس خدائے بزرگ و برتر نے جو صبر کرنے والوں اور تقویٰ اور راستی سے کام لینے والوں کو کبھی بے یار و مددگار اور مخذول نہیں چھوڑتا اپنی قدرت کے زبردست نشانوں سے ان کی مدد فرمائی اور انجام کار انہیں فتح اور کامیابی سے نوازا اور ان کے دشمنوں کو مغلوب، رُسوا اور شرمندہ کیا۔

خلافتِ رابعہ کے آغاز سے ہی مخالفین احمدیت کی طرف سے جماعت کے خلاف خصوصیت سے پاکستان میں منظّم سازشوں اور شرارتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے بعض رؤیا کی بنا پر اور خداداد فراست اور بعض اطلاعات وشواہد کی بنا پر اس بارہ میں افرادِ جماعت کو قرآنِ مجید اور تاریخ انبیاء کی روشنی میں ہر قسم کے حالات کا صبر اور دعاؤں کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار کرنا شروع کر دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ شرّ پسند مُلّاؤں اور پاکستان کی حکومت کی ملی بھگت اور ان کی فتنہ انگیزیاں نمایاں اور بھیانک ہو کر ظاہر ہوتی رہیں۔

1983ء میں اُس وقت کے صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے اسلم قریشی نامی ایک شخص کی (مزعومہ) گمشدگی کو بنیاد بنا کر پاکستان بھر میں احمدیت کی مخالفت کی ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی۔ اور اس تحریک کو حکومتی سرپرستی میں آگے بڑھایا۔ اور احمدیوں کو جنہیں 1974ء میں آئینی اور قانونی اغراض کے لیے غیر مسلم قرار دیا جا چکا تھا اب اپنے آپ کو مسلمان کہنے اور اسلامی شعائر، اسلامی اصطلاحات وغیرہ کے استعمال سے روکنے کے لیے قانون سازی کرنے، انہیں کلیدی عہدوں سے ہٹانے اور اسلم قریشی نامی ایک نام نہاد مولوی کے مبیّنہ اغوا اور قتل کے الزام کے سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو شاملِ تفتیش کرنے کے علی الاعلان مطالبات کیے گئے۔ (اسلم قریشی کے مبیّنہ طور پر اغواء کے مفتریانہ الزام کی حقیقت سے متعلق مختصر ذکر آئندہ شمارہ میں کیا جائے گا۔)

اس ضمن میں پاکستان کے بڑے بڑے شہروں مثلاً کراچی، لاہور، سیالکوٹ، راولپنڈی نیز چنیوٹ وغیرہ میں ختمِ نبوت کانفرنسز کا انعقاد کیا گیا اور ان مطالبات کو دہرایا گیا۔ واضح طور پر حکومت کی پُشت پناہی میں مخالفت کی ایک لہر چلائی گئی، احمدیوں کی دکانیں جلائی گئیں، مساجد کے تقدّس کو پامال کر کے انہیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا گیا، شہادتیں ہوئیں، لٹریچر ضبط کیا گیا۔

مولویوں کی سازشوں کو بھانپتے ہوئے جماعتِ احمدیہ نے اپنے پر لگائے جانے والے الزامات و اعتراضات کا شافی جواب دیتے ہوئے ایک پمفلٹ ”اک حرفِ ناصحانہ“ شائع کروایا جسے اپریل 1984ء کے پہلے عشرہ میں احمدی احباب کے ذریعے ملک بھر میں تقسیم کروایا گیا۔ پمفلٹ میں مذکور حقائق سے لاجواب ہو کر ردِّ عمل میں معاندین احمدیت کی طرف سے اخباری بیانات دیے گئے، اسے خلافِ آئین قرار دیا گیا اور اس کی تقسیم پر تشویش کا اظہار کیا گیا یہاں تک کہ حکومتی سطح پر DC جھنگ کے حکم کے ماتحت اسے ضبط کر لیا گیا، اس کی تشہیر کی ممانعت کر دی گئی اور اس کو تقسیم کرنے والے احباب کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی۔ متعدّد احمدیوں کو اس ’جرم‘ میں قید و بند کی صعوبتیں دی گئیں اور تشدّد کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر کسی ایک مخالف نے بھی ’اِک حرفِ ناصحانہ‘ میں بیان کئے گئے امور کا جواب دینے کی کوشش نہ کی۔

پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق کا جاری کردہ نہایت بہیمانہ، بھیانک اور تاریک ’صدارتی آرڈیننس XX‘

اپریل 84ء میں بلکہ اس سے پہلے ہی مختلف ذرائع سے یہ بات ظاہر ہو چکی تھی کہ حکومت احمدیوں کے متعلق ایک آرڈیننس جاری کرنے والی ہے جس سے جماعت کے لئے بہت سی مشکلات کھڑی ہونے والی ہیں۔ چنانچہ پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے مورخہ 26/ اپریل 1984ء کو ’صدارتی آرڈیننس نمبر 20‘ (آرڈیننس XX) کا اجراء اور نفاذ کیا۔ اس کا اعلان رات 9/ بجے کی خبروں میں کیا گیا۔ اس آرڈیننس کے مندرجات پہلے سے معلوم اطلاعات سے بہت حد تک مطابقت رکھتے تھے۔ اس آرڈیننس کے مطابق:

نمبر1۔ احمدی الفاظ سے چاہے وہ قول ہو یا تحریر یا کوئی دوسری علامت ہو

الف۔ حضرت محمد ﷺ کے خلفاء اور صحابہ کے علاوہ کسی اور شخص کو

- امیر المومنین
- خلیفۃ المومنین
- خلیفۃ المسلمین
- صحابی
- رضی اللہ عنہ

کے الفاظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف ان القابات کو منسوب نہیں کر سکتے؛

ب۔ حضرت محمد ﷺ کی ازواجِ مطہرات کے علاوہ کسی اور فرد کو

6۔ امّ المومنین

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف اس لقب کو منسوب نہیں کر سکتے؛

ج۔ حضرت محمد ﷺ کے اہلِ بیت کے علاوہ کسی اور فرد کو

- اہلِ بیت

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے یا ان کی طرف اس لقب کو منسوب نہیں کر سکتے؛

د۔ اپنی عبادتگاہ کو

- مسجد

کا نام نہیں دے سکتے، اسے اس لفظ سے نہیں پکار سکتے یا اس کی طرف اسے منسوب نہیں کر سکتے؛

نمبر2۔ احمدی اپنے مذہب کی عبادت (نماز) کی طرف پکارے جانے کو

- اذان

کے لفظ سے نہیں پکار سکتے، اذان نہیں دے سکتے جیسا کہ مسلمانوں کا طرزِ عمل ہے۔

دفعہ نمبر ج/298۔ احمدی بلاواسطہ یا بالواسطہ

- اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کر سکتے،
- اپنے عقیدے کو اسلام نہیں کہہ سکتے،
- اپنے عقیدہ کا پرچار و تبلیغ نہیں کر سکتے،

دوسروں کو اپنے عقیدہ میں شامل ہونے کی دعوت نہیں دے سکتے ایسے الفاظ سے جو چاہے قولی صورت میں ہوں یا تحریری صورت میں، یا کسی بھی ظاہری صورت میں، یا کسی بھی ایسی صورت میں جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوتے ہوں۔

مندرجہ بالا تمام شقوں میں سے کسی کی بھی خلاف ورزی کی صورت میں تین سال تک قید اور غیر معین، غیر محدود جرمانہ کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ

- ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس XXX مجریہ 1963ء کے سیکشن 24/ میں زیر (jj) دفعہ 298 ب، اور دفعہ 298 ج میں مذکور امور سے متعلقہ مواد شائع کرنے پر تین سال تک قید اور غیر معین جرمانہ کی سزا کا اضافہ کر دیا گیا۔

(www.thepersecution.org)

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اسلام کے نام پر اس نہایت بہیمانہ بھیانک اور تاریک آرڈیننس کا ذکر کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ:

”اس آرڈیننس کے ذریعے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو، جماعت کو، نہ صرف یہ کہ لاؤڈ سپیکر پر خطابات سے محروم کیا گیا بلکہ ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جن کے نتیجہ میں جماعت پاکستان خلیفۂ وقت کے وہاں رہتے ہوئے بھی اس کے خطابات سے محروم رہ جائے... ہر وقت یہ خطرہ تھا کہ اس خطاب کے نتیجے میں کسی وقت مجھے گورنمنٹ ہاتھ ڈال سکتی ہے کیونکہ ہاتھ ڈالنے کے لئے کوئی انہوں نے Limitation اپنے لئے چھوڑی ہی نہیں باقی۔ ایسا قانون ہے جس کے نتیجے میں ہر پولیس افسر جس کو چاہے، جس وقت چاہے، احمدی کو پکڑ لے اور تین سال کے لئے اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دے۔ کسی شریف انسان کی حفاظت کا کوئی امکان ہی باقی نہیں رہا وہاں... وہاں جو فیصلہ کیا گیا ہے اس کے نتیجے میں پاکستان میں کسی احمدی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ زبان سے یا ایسے ذریعے سے جس میں زبان یا تحریر نہ بھی استعمال ہو لیکن اس کی bearing، اس کا چال چلن اس کو مسلمان ظاہر کرتا ہو؟ اگر وہ ایسا کرے گا تو تین سال کے لئے پاکستان کے قانون کے مطابق جیل میں بھجوانے کے لائق ہوگا۔ اور صحابہء کرام حضرت مسیح موعود کے متعلق وہ کوئی دعائیہ کلمات ایسے استعمال نہیں کر سکتا جو قرآن نے سکھائے ہیں اور کوئی قرآنی اصطلاح استعمال نہیں کر سکتا باوجود یہ ایمان رکھنے کے کہ قرآن میرے لئے واجب التعمیل ہے اور اس کا حکم میرے لئے ماننا ضروری ہے۔ اذان نہیں دے سکتا۔“ اور حکومت کا کہنا ہے کہ ”یہ قانون اس لئے بنایا جا رہا ہے تا کہ قادیانیوں کو ’اسلام دشمن سرگرمیوں‘ سے روکا جائے۔ اور اسلام دشمن سرگرمیوں کی تعریف یہ ہے کہ اذان نہیں دیں گے۔ وہ اسلامی اصطلاحیں استعمال نہیں کریں گے۔ عبادتگاہوں کو ”مسجد“ نہیں کہیں گے۔ یہ اسلام دشمن سرگرمیاں ہیں!“

(ماخوذ از خطاب فرمودہ 30/ اپریل 1984ء بمقام لندن)

اس ظالمانہ آرڈیننس کے تحت پاکستان میں احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنا دیا گیا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس نہایت ظالمانہ آرڈیننس نے صرف پاکستان کے احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی کو ہی جرم نہیں بنایا اور انہیں کو شدید قلبی و ذہنی اور روحانی اذیت میں مبتلا نہیں کیا بلکہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں کو بھی شدید اذیت میں ڈال دیا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ عالمگیر خلافت کے ذریعہ ایک سِلک وحدت میں پروئی ہوئی جماعت ہے اور ایک امام کے تابع ایک وجود کی حیثیت رکھتی ہے۔ پاکستان کے احمدیوں کو پہنچنے والی ہر تکلیف، ہر دکھ، ہر اسیری، ہر شہادت دنیا بھر کے احمدیوں کے دلوں پر چرکے لگانے والی تھی اور وہ اپنی آزادی کو جرم

سمجھنے لگے تھے اور تڑپتے تھے کہ کاش اپنے ان بھائیوں کی جگہ وہ یہ قربانیاں پیش کر رہے ہوتے۔ وہ اپنے بھائیوں کے دکھ درد سے الگ زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ اس پہلو سے اس ظالمانہ آرڈیننس کا دائرہ اثر صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں پر پھیلا ہوا تھا۔ یہ وہ آرڈیننس ہے جس کے ذریعہ پاکستان کے احمدیوں کو مذہبی آزادی اور آزادئ ضمیر اور تمام بنیادی انسانی حقوق سے گویا کلّیۃً محروم کر دیا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا

”یہ عجیب واقعہ ہوا ہے جو دنیا کی تاریخ کے لحاظ سے پہلا ہے۔ یہ سیاسی Issue کے نام پر سیاسی حکومت کی طرف سے ایک فیصلہ ہوا ہے اس لئے یہ پہلا ہے۔ مذہب میں پہلا نہیں ہے۔ آج تک سیاسی حکومتوں کی طرف سے کبھی یہ واقعہ نہیں ہوا تھا کہ ٹارچر اور ظلم کے ذریعے کسی کو جھوٹ بولنے پر مجبور کرے۔ ٹارچر اور ظلم سچ نکلوانے کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔ یہ الگ بات ہے سچ نکلتا تھا تو ان کو مانتے تھے یا نہیں مانتے تھے۔ یہ بالکل الگ بات ہے۔ بعض دفعہ پھر بھی نہیں مانتے تھے لیکن مقاصد ہمیشہ ٹارچر کے دنیاوی حکومتوں کی طرف سے جنگوں میں بھی اور ویسے بھی یہ رہے ہیں کہ ظلم کر کے، ستا کر سچ نکلوایا جائے گا۔ اور یہ پہلا تاریخی واقعہ ہے کہ ایک سیاسی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ظلم کر کے جھوٹ نکلوایا جائے۔ جب تک وہ جھوٹ نہ بولے اس وقت تک ظلم کرتے چلے جاؤ اور سچ نہیں بولنے دینا۔“

خلافت اور نظام جماعت کے خلاف ایک عالمی سازش

یہ آرڈیننس جماعت کے خلاف اور نظامِ خلافت کے خلاف ایک نہایت ہی بھیانک سازش اور خطرناک اقدام تھا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 28 / دسمبر 1984ء کو بمقام پیرس (فرانس) خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ کوئی تنہا ایک ملک میں ہونے والا واقعہ نہیں ہے بلکہ ایک عالمی سازش کے نتیجہ میں ہو رہا ہے۔ اس عالمی سازش میں دنیا کی بڑی طاقتیں بھی ملوّث ہیں اور اسلامی ممالک میں سے بعض ملک بھی ملوّث ہیں اس لئے ان واقعات کی جڑیں بہت گہری اور بہت دُور تک جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں رہ سکتی۔ ہم اگر یہ کہیں کہ فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے اور فلاں بھی اس میں ذمہ دار ہے تو دنیا والے تو کہیں گے تم اسی طرح باتیں کرتے ہو جس طرح لوگوں کو عادت ہے ہر بات کو کسی بڑی طاقت کے سر پر تھوپ دینا، ہر بات کو اس سے پہلے کی گئی کسی سازش کا نتیجہ قرار دے دینا، یہ ساری باتیں دنیا میں ہوتی رہتی ہیں اور کوئی بھی ہمارے کہنے پر اس کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ لیکن فی الحقیقت ایسا ہی ہے اور بڑی گہری نظر سے اور بڑی وسیع نظر سے مَیں نے جو حالات کا مطالعہ کیا ہے تو مجھے یہ دکھائی دے رہا ہے کہ ان واقعات کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش ہے جو دراصل عالم اسلام کے خلاف ہے اور عالم اسلام ہی کو اس سازش کا آلۂ کار بنایا جا رہا ہے اور جن کو آلۂ کار بنایا جا رہا ہے ان کو علم بھی نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں؟ کن مقاصد کے لئے، کن اسلام کے دشمنوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے کر رہے ہیں؟ اس لئے کوئی آپ کی بات یا میری بات کو تسلیم نہیں کرے گا لیکن اللہ کی نظر تو حقائق کے پاتال تک ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز مخفی نہیں ہے اس لئے جب وہ سزا کا فیصلہ کرتا ہے تو سب مجرموں کو پکڑتا ہے۔ . . .

یہ حقیقت ہے کہ جماعت احمدیہ کی حفاظت خدا تعالیٰ فرمائے گا اس میں کوئی بھی شک نہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ بہرحال ایک تکلیف کے دور میں سے پھر بھی گزرے گی۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ہر فرد جماعت خواہ وہ معصوم بھی ہو اس کی ضمانت بھی نہیں دی جا سکتی اور اس میں بھی ذرا شک نہیں کہ دنیا میں سب آدمی خطاکار نہیں ہوتے۔ . . .

جماعت احمدیہ کے لئے جو خطرات ہیں یہ تو ہمیں خواہ کتنے سنگین دکھائی دیں لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہر خطرہ کے بعد جماعت احمدیہ کے اوپر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کی بارشیں نازل ہوئی ہیں۔ کوئی بھی ایسا وقت نہیں آیا جماعت پر جسے ہم کڑا وقت کہہ سکتے ہیں جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بے انتہا فضل نہ فرمائے ہوں۔ تو ہمارا تو ایک ضامن موجود ہے۔ ہمارا تو ایک مقتدر موجود ہے جس کے ہاتھ میں ہمارا ہاتھ ہے وہ کبھی ہمیں ضائع نہیں ہونے دے گا۔ اس کامل یقین کے ساتھ ہم ہمیشہ زندہ رہے ہیں اور ہمیشہ زندہ رہیں گے لیکن وہ بدنصیب جو اس مقتدر سے غافل ہیں جو اس کی تقدیر کے خلاف ترکیبیں سوچ رہے ہیں۔

وہ ارادے ہیں کہ جو ہیں برخلاف شہریار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 132)

اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے خلاف، اس کی تقدیر سے ٹکرانے والی تدبیریں سوچ رہے ہیں ان کا تو کوئی ضامن، کوئی محافظ نہیں۔ کوئی ولی نہیں ہے ان کا۔ . . .

تو قوم کے لئے بھی دعا کریں اور ان مسلمان ممالک کے لئے بھی دعا کریں جو بدقسمتی سے لاعلمی میں آلۂ کار بنے ہوئے ہیں بعض دشمنانِ اسلام طاقتوں کا۔ اور پھر کُل عالم کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ یہ جو حالات ہیں جب یہ زیادہ آگے بڑھیں گے تو ہمارا ایک خدا ہے جو غیرت رکھنے والا خدا ہے جو بعض اوقات جب حد سے زیادہ اس کے پیاروں کو ستایا جائے تو بڑے جلال کے ساتھ دنیا پر ظاہر ہوا کرتا ہے اور جہاں تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخی کا تعلق ہے یہ ملک یعنی پاکستان تو حد سے بڑھ چکا ہے۔ یعنی کبھی دنیا میں کسی نے کوئی حکومت ایسی نہیں دیکھی ہو گی جس کے سربراہ فحش کلامی کو اپنے لئے عزت افزائی کا موجب سمجھیں، تکذیب کو اپنے لئے ایک عظمت کا نشان بنا لیں اور بڑے فخر کے ساتھ افترا پردازی کریں، جھوٹ بولیں، جھوٹ کو شائع کریں اور پھر خدا کے پاک بندوں پر گند اچھالیں اور پھر قوم سے داد لینے کی خواہش کریں۔ ایسے واقعات تو کبھی دنیا میں کسی حکومت کی طرف سے رونما نہیں ہوئے ہوں گے سوائے قدیم زمانوں کے فرعون جن کے قصے ہم سنا کرتے تھے لیکن سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس جدید زمانے میں یہ واقعات ہو سکتے ہیں۔

جو سازش ہے احمدیت کے خلاف وہ بہت گہری ہے اور ابھی کلّیۃً پوری کھل کر آپ کے سامنے بھی نہیں آئی۔ جو واقعات آپ کے سامنے آ چکے ہیں ان کی بھی کُنہ کو آپ میں سے بہت سے نہیں پہنچ سکتے۔ ان کو معلوم نہیں ہو سکتا دیکھنے والوں کو کہ آخر یہ کون سی منزل ہے جس کی طرف یہ واقعات ایک جلوس کی شکل میں روانہ ہو رہے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ احمدیت کی جڑوں پر حملہ کیا گیا ہے اس مرتبہ اور احمدیت کے استیصال کی ایک نہایت ہی خوفناک سازش ہے اور صرف ایک ملک میں نہیں تمام عالم میں اس سازش کے کچھ آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں اور ان کی کڑیاں مل رہی ہیں۔ مثلاً انڈونیشیا میں بھی اسی نہج پر کام شروع ہو گیا ہے جس طرح آج سے دس سال پہلے پاکستان میں اس کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ملائیشیا میں بھی انہی بنیادوں پر کام شروع ہو چکا ہے جماعت احمدیہ کے خلاف۔ اسی طرح افریقن ممالک کو بھی رشوتیں دی جا رہی ہیں اور روپے کا لالچ دے کر ان کو اکسایا جا رہا ہے کہ جماعت کے خلاف اقدامات کریں اور ان ممالک کے ذمہ دار افسران چونکہ نسبتاً بہت زیادہ شریف النفس ہیں وہ سردست تو اس دباؤ کا مقابلہ کر رہے ہیں بلکہ خود جماعت کو مطلع کر رہے ہیں کہ ہم سے یہ مطالبات ہو رہے ہیں۔ اور یہ صرف جماعت احمدیہ کے خلاف سازش نہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سازش ہے عالم اسلام کے خلاف جس کا مقصد یہ ہے کہ مُلّا کی حکومت تمام مسلمان ممالک پر قائم کر دی جائے اور مُلّا چونکہ زمانہ کے حالات سے بے خبر اور جاہل ہوتا ہے، اسے پتہ ہی نہیں کہ کسی قوم کے مفادات کا تقاضا کیا ہے، اس کو تو صرف اپنے ذاتی مقاصد سے غرض ہے اور نہ قرآن کا علم نہ دین کا علم اور نہ دنیا کا علم اس لئے اگر ایک جاہل قوم کو مذہب کے نام پر کسی ملک پر مسلّط کر دیا جائے تو پھر وہ آقا جو ان لوگوں کو مسلّط کرتے ہیں وہ بے دھڑک جو چاہیں ان سے کام لیتے ہیں۔

چنانچہ عجیب بات ہے کہ ہر جگہ جہاں بھی مذہبی جنونی حکومت قائم کی گئی ہے خواہ وہ اشتراکی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو خواہ وہ مغربی ملکوں کی طرف سے قائم کی گئی ہو ایک ہی دین کے نام پر بالکل برعکس سمت میں وہ حکومتیں حرکت کر رہی ہیں۔ یعنی ایسی اسلامی حکومتیں آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشتراکیت کے حق میں کام کر رہی ہیں اور ایسی اسلامی حکومتیں بھی آپ کو ملیں گی جو اسلام کے نام پر اشتراکیت کے خلاف اور آمریت یا مغربی جمہوریت کے حق میں کام کر رہی ہیں یا Capitalism کے حق میں کام کر رہی ہیں۔ ایک ہی مذہب ہے، ایک ہی کتاب ہے، ایک ہی نبی ہے لیکن بالکل برعکس نتیجے نکالے جا رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اوپر لایا گیا ہے خاص مقاصد کی خاطر لایا گیا ہے۔ اسلام کا نام محض بدنام کرنے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ مقصد یہ ہے Intolerant Regimes قائم کی جائیں۔ ایسی حکومتیں قائم کی جائیں جن کے اندر نہ عقل ہو، نہ فہم ہو صرف ایک بات پائی جائے ایک خوبی ان میں موجود ہو کہ وہ ڈنڈے کے زور سے اپنی بات منوانا جانتی ہوں اور عقل کو کلّیۃً چھٹی دے کر اس بات سے بے نیاز ہو کر کہ دنیا ہمارے متعلق کیا کہتی ہے کیا سوچتی ہے، جو بات ان کو سمجھائی جائے وہ اس کو کر گزرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ ایسی Regimes، ایسی طاقتیں جب بھی دنیا میں آتی ہیں تو تباہی مچا دیا کرتی ہیں۔ چنانچہ اسلام کے ساتھ اس وقت یہ ہو رہا ہے۔ جہاں مشرقی طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی مرضی کی حکومتیں مذہب اسلام کے نام پر قائم کئے ہوئے ہیں۔ جہاں مغربی طاقتوں کا زور چل رہا ہے وہ اپنی پسند کی حکومتیں قائم کر رہے ہیں اور دونوں کی اس معاملہ میں ایک دوسرے سے سبقت کی دوڑ ہو رہی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ میں جو کچھ ہو رہا ہے یا مشرق وسطیٰ کی جن طاقتوں کو ان اغراض کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے یہ ساری باتیں عالمی سیاست کا اور مشرق اور مغرب کی جنگ کا ایک طبعی نتیجہ ہیں اور یہ ساری کڑیاں ان کے ساتھ جا کر ملتی ہیں۔

بہرحال اس وقت جو کچھ پاکستان میں ہو رہا ہے یہ ابھی پوری طرح آپ کے سامنے کھل کر نہیں آیا، میں مختصراً آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ سوائے اس کے کہ اللہ کی تقدیر کسی ایسے وقت میں آ کر ان کی اس تدبیر کو کاٹ دے اور خدا کی پکڑ کا وقت ان کی سکیموں کے مکمل ہونے کے وقت سے پہلے آ جائے ان کے ارادے ایسے ہیں کہ ان کو سوچ کر بھی ایک انسان جس کا کوئی دنیا میں سہارا نہ ہو اس کی ساری زندگی بے قرار ہو سکتی ہے۔ اس کے تصور سے بھی انسان کا وجود لرزنے لگتا ہے۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ نہ مجھ پر یہ اثر ہے نہ آپ پر یہ اثر ہو گا کیونکہ میں بھی جانتا ہوں کہ ہمارا خدا موجود ہے جو ہمارے ساتھ رہا ہے ہمیشہ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ رہے گا اور آپ بھی یہ جانتے ہیں۔ اس لئے جب میں آپ سے یہ بات کرتا ہوں تو ڈرانے کی خاطر نہیں کرتا صرف بتانے کے لئے کہ آنکھیں کھول کر وقت گزاریں کہ کیا ارادے ہیں جن کی طرف یہ ملک حرکت کر رہا ہے جن کو رفتہ رفتہ کھول رہا ہے۔

اس دور میں یعنی 1984ء کی جو شرارت ہے اس میں ایک مکمل سکیم کے تابع پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مرکز کو ملیا میٹ کرنے کا ارادہ تھا اور جماعت احمدیہ کی ہر اس انسٹی ٹیوشن، ہر اس تنظیم پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ تھا جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے ایسے قانون بنائے جن کے نتیجہ میں خلیفہ وقت پاکستان میں رہتے ہوئے خلافت کا کوئی بھی فریضہ سرانجام نہیں دے سکتا۔ ایک احمدی جو دیہات میں زندگی بسر کر رہا ہے یا شہروں میں بھی غیر معروف زندگی بسر کر رہا ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہے بھی، اسلام کی تبلیغ بھی کرے جیسا کہ کرتا ہے تو نہ حکومت کو اس کی کوئی ایسی تکلیف پہنچتی ہے نہ وہ حکومت کی نظر میں آتا ہے اور اگر کبھی آ بھی جائے تو اس کے پکڑے جانے سے فرق کوئی نہیں پڑتا۔ اس کی تو اپنی خواہش پوری ہو جاتی ہے کہ میں پکڑا جاؤں اور خدا کی خاطر میں بھی کوئی تکلیف اٹھاؤں لیکن ایک خلیفہ وقت اگر پاکستان میں السلام علیکم بھی کہے تو حکومت کے پاس یہ ذریعہ موجود ہے اور وہ قانون موجود ہے جس کو بروئے کار لا کر وہ اسے پکڑ کر تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر سکتے ہیں اور یہی نیت تھی اور ابھی بھی ہے کہ جہاں تک جماعت کے بڑے آدمی یعنی جو دنیا کی نظر میں بڑے کہلاتے ہیں لیکن مراد یہ ہے کہ جماعت کے ایسے لوگ، ایسے ذمہ دار افسران جو کسی نہ کسی لحاظ سے مرکزی حیثیت رکھتے ہیں، ارادے یہ ہیں کہ ان کے اوپر کسی طرح ہاتھ ڈالا جا سکے اور اس کا آغاز انہوں نے خلافت سے کیا۔

چنانچہ میرے آنے سے دو تین دن پہلے کے اندر جو واقعات ہوئے ہیں ان کا اس وقت تو ہمیں پورا علم نہیں تھا کیونکہ خدا کی تقدیر نے خاص رنگ میں میرے باہر بھجوانے کا انتظام فرمایا۔ اس کی تفاصیل کچھ میں نے بیان کی تھیں، کچھ آئندہ کسی وقت بیان کروں گا۔ لیکن میں جس بات کی طرف جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خلافت کے قلع قمع کی ایک نہایت بھیانک سازش تھی جس کی پہلی کڑی یہ سوچی گئی تھی کہ خلیفہ وقت کو اگر وہ کسی طرح بھی مسلمان ظاہر کرے اپنے آپ کو تو فوری طور پر قید کر کے تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دیا جائے اور ہمارے آنے کے بعد جو اطلاعیں ملیں ان سے معلوم ہوا کہ یہ آرڈرز جا چکے تھے بلکہ بعض حکومت کے افسران نے جو بڑے ذمہ دار اور اوپر کے افسران ہیں انہوں نے بعض

باقی صفحہ نمبر 7 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

احمدیوں کے پاکستان میں حالات ایسے نہیں کہ آزادانہ طور پر ہم اپنے آپ کو اپنے ایمان کے مطابق مسلمان کہہ سکیں یا عبادات کرسکیں یا مذہبی رسومات ادا کرسکیں۔ پاکستان میں مذہب کے نام پر ہم پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں انہیں ہی بتا کر صرف یہ کہا جائے کہ ایسے حالات میں میرا وہاں رہنا مجھے ذہنی طور پر شدید دباؤ میں لا رہا ہے یا ڈالتا ہے اور مستقل ٹارچر بھی ہے تو عام طور پر یہ لوگ، حکومتی انتظامیہ بھی یا عدالتوں کے جج بھی یہ بات سمجھ جاتے ہیں اور مدد کا اور ہمدردی کا رجحان رکھتے ہیں۔ پس کیس کرتے وقت دوسروں کے کہنے میں آ کر یا وکیلوں کے کہنے میں آ کر اپنے آپ کو یا اپنی بات کو مبالغہ آمیزی کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جب ہم اپنے ایمان کو بچانے کے لئے، اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب سے اوّل فوقیت ہمیں دینی چاہئے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو حاصل کرنا اور دنیا کی رنگینیوں میں ڈوبنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک مومن کا مقصد پیدائش ہے۔

ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق، اس کی عبادت کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں۔ یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مددگار ہوں گے۔

جس تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا کی ترقی انہیں بچا لے گی اور اگر نقصان ہوا بھی تو ایسا کہ ہم پورا کر لیں گے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے جو ایسا سوچتے ہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 06/اپریل 2018ء بمطابق 06/شہادت 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الرحمٰن، ویلنسیا (سپین)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

سپین مغربی ممالک میں سے تو بیشک ہے لیکن معاشی استحکام کے لحاظ سے یورپ کے کم مستحکم ملکوں میں شمار ہوتا ہے۔ یہاں کام کے مواقع اور آمد اور معیار زندگی یورپ کے دوسرے ممالک مثلاً فرانس، جرمنی، ہالینڈ یا یُوکے وغیرہ سے کم ہے اور یہ عموماً بتایا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود پاکستان کے مقابلے میں اس کے معاشی حالات پاکستان سے یہاں آنے والوں کے لئے بہتر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے پاکستانی یہاں کاروباری سلسلہ میں بھی اور ملازمت کے سلسلہ میں بھی آتے ہیں۔ اور جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے وہ جب پاکستان سے نکلتے ہیں تو دو وجوہات سے نکلتے ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑی وجہ پاکستان میں احمدیوں کے لئے مذہبی پابندیاں اور آزادی کا نہ ہونا ہے۔ دوسرے معاشی حالات کی بہتری ہے۔ یہاں آنے والوں کی اکثریت یہی کہہ کر یہاں اسائلم لیتی ہے یا مستقل رہائش کا ویزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ احمدیوں کے پاکستان میں حالات ایسے نہیں کہ آزادانہ طور پر ہم اپنے آپ کو اپنے ایمان کے مطابق مسلمان کہہ سکیں یا عبادات کرسکیں یا مذہبی رسومات ادا کرسکیں۔ بعض لوگ یہاں جب کیس کرتے ہیں تو صحیح طور پر اپنے حالات بیان کرتے ہیں۔ لیکن بعض یہاں کم اور یورپ کے دوسرے ممالک میں زیادہ زیبِ داستان بھی کر لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

مَیں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ اگر حقیقی اور سچی بات بیان کی جائے اور پاکستان میں مذہب کے نام پر ہم پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں انہیں ہی بتا کر صرف یہ کہا جائے کہ ایسے حالات میں میرا وہاں رہنا مجھے ذہنی طور پر شدید دباؤ میں لا رہا ہے یا ڈالتا ہے اور مستقل ٹارچر بھی ہے تو عام طور پر یہ لوگ، حکومتی انتظامیہ بھی یا عدالتوں کے جج بھی یہ بات سمجھ جاتے ہیں اور مدد کا اور ہمدردی کا رجحان رکھتے ہیں۔ پس کیس کرتے وقت دوسروں کے کہنے میں آ کر یا وکیلوں کے کہنے میں آ کر اپنے آپ کو یا اپنی بات کو مبالغہ آمیزی کے ساتھ پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی طرح شروع سے آخر تک بیان بھی ایک ہی ہونا چاہئے، نہ کہ بیان بدلے جائیں جس سے انتظامیہ کو جھوٹ کا شبہ ہو۔ جھوٹ سے تو ویسے بھی ایک احمدی کو بچنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا ہے اور ایک احمدی سے کبھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ شرک کرنے والا ہو۔ ایک طرف تو اس کا دعویٰ یہ ہے کہ میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرنے والا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں آنے والا ہوں۔ اور زمانے کے امام اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مانتا ہوں۔ اور دوسری طرف اس بنیادی گناہ جس سے بچنا ایک موحّد کا پہلا فرض ہے اس سے انسان بچنے والا نہ ہو۔ پس اس لحاظ سے ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیاوی فوائد کے حصول کے لئے ہم سے کوئی ایسی حرکت سرزد تو نہیں ہو رہی یا ہم کوئی ایسی حرکت تو نہیں کر رہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک انتہائی گناہگار بنا رہی ہو۔

پس جیسا کہ میں نے کہا جب ہم اپنے ایمان کو بچانے کے لئے، اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے اپنے ملک سے نکلے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سب سے اوّل فوقیت ہمیں دینی چاہئے۔ ہمیں دیکھنا چاہئے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام قبول کرنے کے بعد ہماری ترجیحات کیا ہیں اور کیا ہونی چاہئیں۔ اگر یہ ترجیحات خدا تعالیٰ کے احکامات کے مطابق نہیں تو ہم نے اس مقصد کو نہیں پایا جو مقصد ہماری ہجرت کا ہے۔ اور اگر یہ اس کے مطابق ہیں تو ہم نے اس ہجرت کے مقصد کو پا لیا اور ایسی صورت میں پھر اللہ تعالیٰ کے فضل بھی ہمارے شامل حال ہوں گے۔ اگر ہماری بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور ہم نے دنیا کے حصول کو اپنا مقصد سمجھا ہوا ہے تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کو واحد ماننے والے، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے کبھی شرک نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنے مقصد پیدائش کی حقیقت کو سمجھا ہے ان کی زندگی کا پہلا مقصد خدا تعالیٰ کی رضا کا حصول ہوتا ہے۔ ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کو حاصل کرنا اور دنیا کی رنگینیوں میں ڈوبنا ہمارا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی یہ ایک مومن کا مقصد پیدائش ہے۔ اگر ہم خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے مقصد پیدائش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو تبھی ہم حقیقی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس دنیا میں آنے کے مقصد کو

پورا کر سکتے ہیں۔ یہ دنیا اور اس کی نعمتیں تو ہمیں مل ہی جائیں گی کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی نعماء سے اپنی طرف آنے والوں کو محروم نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیاوی نعمتوں سے بھی محروم نہیں رکھتا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے کہ مجھ سے دنیا و آخرت کی حسنات مانگو۔ جیسا کہ فرماتا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرۃ:202)۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ:

''انسان اپنے نفس کی خوشحالی کے واسطے دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک دنیا کی مختصر زندگی اور اس میں جو کچھ مصائب شدائد ابتلا وغیرہ اسے پیش آتے ہیں ان سے امن میں رہے۔ دوسرے فسق و فجور اور روحانی بیماریاں جو اسے خدا سے دُور کرتی ہیں ان سے نجات پاوے''۔ (انسان کے لئے دو باتیں ہیں ایک دنیاوی مشکلات اور بیماریاں دوسرے روحانی مشکلات اور بیماریاں۔ پس انسان ان دونوں سے نجات پانے کی کوشش کرتا ہے۔) فرمایا کہ ''تو دنیا کا حَسَنَہ یہ ہے کہ کیا جسمانی اور کیا روحانی دونوں طور پر یہ ہر ایک بلا اور گندی زندگی اور ذلّت سے محفوظ رہے''۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 302۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپ پھر رَبَّنَا کی مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ''...... دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً......'' اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ ''اصل رَبَّنَآ کے لفظ میں توبہ ہی کی طرف ایک باریک اشارہ ہے''۔ جب انسان رَبَّنَآ کہتا ہے یعنی اے ہمارے رب تو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے۔ فرمایا ''کیونکہ رَبَّنَآ کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ بعض اور ربّوں کو جو اس نے پہلے بنائے ہوئے تھے ان سے بیزار ہو کر اس ربّ کی طرف آیا ہے اور یہ لفظ حقیقی درد اور گداز کے سوا انسان کے دل سے نکل ہی نہیں سکتا....''۔ جب انسان حقیقی طور پر رَبَّنَآ کہتا ہے تو پھر ایک درد سے رَبَّنَآ نکلتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو صرف ظاہری طور پر ہی رَبَّنَآ کی دعا پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اگر انسان دلی کیفیت سے دعا مانگ رہا ہو تو تبھی حقیقت میں رَبَّنَآ کا لفظ منہ سے نکلتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطابق تو رَبَّنَآ کا لفظ منہ سے نکل ہی نہیں سکتا جب تک حقیقی درد نہ ہو اور گداز نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''اصل میں انسان نے اپنے بہت سے ارباب بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ اپنے حیلوں اور دغابازیوں پر اسے پورا بھروسہ ہوتا ہے تو وہی اس کے ربّ ہوتے ہیں۔ اگر اسے اپنے علم کا یا قوت بازو کا گھمنڈ ہے تو وہی اس کے ربّ ہیں۔ اگر اسے اپنے حسن یا مال و دولت پر فخر ہے تو وہی اس کا ربّ ہے۔ غرض اس طرح کے ہزاروں اسباب اس کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ جب تک ان سب کو ترک کر کے ان سے بیزار ہو کر اس واحد لاشریک سچے اور حقیقی ربّ کے آگے سر نیاز نہ جھکائے اور رَبَّنَآ کی پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آوازوں سے اس کے آستانے پر نہ گرے تب تک وہ حقیقی ربّ کو نہیں سمجھا''۔ جیسا کہ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں ہم رَبَّنَآ کی دعا بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن فرمایا کہ حقیقی رَبَّنَآ اسی وقت ادا ہوتا ہے جب پُر درد اور دل کو پگھلانے والی آواز نکل رہی ہو۔ اس حقیقت کو جانتا ہو کہ جب میں نے رَبَّنَآ کہا ہے تو میں ایک وحدہٗ لاشریک خدا کو پکار رہا ہوں جو میرا ربّ ہے۔ اور آپ نے فرمایا جب یہ ہوگا تو تبھی وہ حقیقی ربّ کو سمجھتا ہے، اسی سے دعا مانگتا ہے۔ پس فرمایا ''پس جب ایسی دل سوزی اور جان گدازی سے اس کے حضور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے توبہ کرتا اور اسے مخاطب کرتا ہے کہ رَبَّنَآ یعنی اصل اور حقیقی ربّ تو تُو ہی تھا مگر ہم اپنی غلطی سے دوسری جگہ بھٹکتے پھرتے رہے۔ اب میں نے ان جھوٹے بتوں اور باطل معبودوں کو ترک کر دیا ہے اور صدق دل سے تیری ربوبیت کا اقرار کرتا ہوں۔ تیرے آستانے پر آتا ہوں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 189-188۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ ہے وہ حالت جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اس کی عبادت کرنے اور اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب ہم اس طرح اپنے ربّ کو پکارنے کا حق ادا کریں گے تو دنیا کی حسنات بھی ہمیں مل جائیں گی اور آخرت کی حسنات بھی ملیں گی بلکہ دنیا کی حسنات بھی انسان آخرت کی حسنات کے حصول کے لئے ہی مانگتا ہے تا کہ صحت ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا ہو۔ صحت ایک دنیاوی خیر ہے، بھلائی ہے، حسنات میں شامل ہے۔ اگر صحت ہوگی تو انسان عبادت بھی صحیح طرح کر سکتا ہے۔ مال ہو تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اس کی قربانی کا حق ادا کر سکتا ہے۔ اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق اسے مل سکتی ہے۔

پس اس اہم اصول کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ عبادت کا حق ادا کرنے کی بات ہوئی ہے تو اس بارے میں ہمیشہ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اس وقت ادا کرنے کی کوشش ہو سکتی ہے جب ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذاریات:57) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے احکامات کی طرف جب ہم دیکھتے ہیں تو ایک حکم کے بعد دوسرا حکم جس طرف ہمیں لے کر جاتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی نہ بھولو۔ تمہاری دنیاوی کوششیں بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کرنے والی نہیں ہونی چاہئیں اور نہ کبھی صرف دنیا حاصل کرنے کی غرض سے دنیاوی خواہشات کی تکمیل تمہارا مطمح نظر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''مَیں نے جنّ اور انسان کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رُو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا تعالیٰ کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ کے لئے ہو جانا ہے''۔ فرماتے ہیں ''یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدّعا اپنے اختیار سے آپ مقرر کرے۔ کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا۔ بلکہ وہ ایک مخلوق ہے۔ اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے'' (یعنی باقیوں کی نسبت انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، بہترین قویٰ عنایت کئے) ''اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدّعا ٹھہرا رکھا ہے خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ مگر انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا تعالیٰ کی معرفت اور خدا تعالیٰ میں فانی ہو جانا ہی ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 414)

پس جب انسان اس مدّعا کو سامنے رکھتا ہے تو وہ حقیقی مومن بنتا ہے اور دنیا کی حسنات کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بناتا ہے۔ پس انسان کی ذہنی صلاحیتیں، انسان کی جسمانی قوتیں، انسان کے بہتر مالی حالات موجودہ زمانے کی ایجادات سے یا اَور ان سب باتوں سے انسان کو کبھی غافل نہ کریں۔ نہ صحت، نہ مال، نہ ذہنی صلاحیتیں، نہ جو ہمارے ارد گرد دنیاوی چمک دمک ہے اس بات سے ہمیں غافل کریں کہ ہم اپنے مقصد پیدائش کو بھول جائیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ احمدیوں کی اکثریت ان ملکوں میں دین کی وجہ سے آئی ہے، مذہبی پابندیوں کی وجہ سے آئی ہے جو اُن کو اپنے ملک میں تھیں۔ پس اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔ احمدی اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ایک لمبے اندھیرے زمانے کے بعد پھر اسلام کا روشن سورج مسیح موعود کے زمانے میں طلوع ہونا تھا جس نے مسلمانوں کے دلوں کو بھی اندھیروں سے روشنی کی طرف حقیقی تعلیم اور بدعات سے پاک تعلیم بتا کر لانا تھا اور غیر مسلموں کو بھی اسلام کی حقیقی خوبصورت تعلیم بتانی تھی۔

ان ملکوں میں آ کر اب ہر احمدی کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس اہم فریضہ کو پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کرے۔ ہر جگہ جہاں احمدی ہیں اپنے ماحول کو بتائیں کہ حقیقی اسلام کیا ہے۔ ہر احمدی کا عمل، اس کے اخلاق، اس کی عبادت کے معیار ایسے ہوں کہ دوسروں کی توجہ اپنی طرف کھینچنے والے ہوں۔ یہ جہاں احمدیوں کو دوسروں سے ممتاز کریں گے وہاں یہاں کے مقامی لوگوں میں تبلیغ کے راستے کھولنے میں بھی مددگار ہوں گے۔ پس اس بات کو ہر احمدی کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ہر احمدی کا ایک بہت بڑا مقصد ہے کہ پہلے اس نے خود اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنا ہے اور پھر دوسروں کو اس مقصد پیدائش کو سمجھنے کی طرف توجہ دلانی ہے۔ دنیا کو اس حقیقت سے آشنا کروانا ہے کہ دنیا کی نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں وہ خدا تعالیٰ سے دُور لے جانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہیں۔ اس لئے اس میں اعتدال اختیار کرو ورنہ اعتدال سے نکلنے کی وجہ سے تم تباہی کی طرف بڑھ رہے ہو۔ آج سے چار پانچ سال پہلے دنیا کا اس طرح تباہی کی طرف بڑھنے کا تصور نہیں تھا یا دنیا اس کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں تھی لیکن آج حالات بالکل مختلف ہیں اور جس تباہی کی طرف دنیا بڑھ رہی ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی دنیا کی ترقی انہیں بچا لے گی اور اگر نقصان ہوا بھی تو ایسا کہ ہم پورا کر لیں گے۔ لیکن یہ ان کی غلطی ہے جو ایسا سوچتے ہیں۔ جب جنگوں کی تباہی آئے گی یا آتی ہے تو پھر بیشک معاشی لحاظ سے زیادہ مستحکم حکومتیں بھی ہوں تو وہ ملک ان جنگوں کے بعد پھر اپنے آپ کو سنبھالنے کی پہلی کوشش کرتے ہیں اور اب بھی کریں گے۔ یورپ کے بعض ممالک جو کم مستحکم ہیں یہ تو پھر اور بھی زیادہ برے حالات میں جا سکتے ہیں۔ پس جہاں جہاں بھی احمدی ہیں وہ عملی کوشش اور سب سے بڑھ کر دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طرف توجہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے جو دنیا کو تباہی سے بچا سکتا ہے اور اللہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں۔ اس کے حضور جھک کر ہی اسے راضی کیا جا سکتا ہے۔ ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننا بھی اسے دنیا و آخرت کی حسنات کا مالک نہیں بنا سکتا، نہ ہی آگ کے عذاب سے بچا سکتا ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا زیادہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

''یاد رکھو نری بیعت سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس رسم سے راضی نہیں ہوتا جب تک کہ حقیقی بیعت کے مفہوم کو ادا نہ کرے۔ اس وقت تک یہ بیعت بیعت نہیں، نری رسم ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ بیعت کے حقیقی منشاء کو پورا کرنے کی کوشش کرو''۔ اور حقیقی منشاء کیا ہے؟ فرمایا ''یعنی تقویٰ اختیار کرو۔ قرآن شریف کو خوب غور سے پڑھو اور اس پر تدبّر کرو اور پھر عمل کرو۔ کیونکہ سنّت اللہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نرے اقوال اور باتوں سے کبھی خوش نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کے احکام کی پیروی کی جاوے اور اس کے نواہی سے بچتے رہو۔'' (جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان سے بچو۔) ''اور یہ ایک ایسی صاف بات ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بھی نری باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی خدمت ہی سے خوش ہوتا ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''سچے مسلمان اور جھوٹے مسلمان میں یہی فرق ہوتا ہے کہ جھوٹا مسلمان باتیں بناتا ہے، کرتا کچھ نہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں حقیقی مسلمان عمل کر کے دکھاتا ہے، باتیں نہیں بناتا۔ پس جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میرے لئے عبادت کر رہا ہے اور میرے لئے میری مخلوق پر شفقت کر رہا ہے تو اس وقت اپنے فرشتے اس پر نازل کرتا ہے اور سچے اور جھوٹے مسلمان میں جیسا کہ اس کا وعدہ ہے فرقان رکھ دیتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 405-404۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سچا مسلمان بننے کی کوشش کرے۔ یہ جو دنیا کی حسنات اور نعمتیں ہیں ان سے فائدہ اس لئے اٹھائے کہ یہ آخرت کی حسنات کا وارث بنانے والی ہوں گی۔ ہم اپنی عبادتوں کے حق ادا کرنے والے بنیں۔ دین کی وجہ سے بامر مجبوری جو ہمیں اپنے ملکوں کو چھوڑنا پڑا ہے تو یہاں آ کر پھر دینی تعلیمات پر عمل کرنے کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: احمدیوں پر ہونے والے مظالم

از صفحہ 4

احمدیوں کو بتایا کہ حیرت کی بات ہے تم لوگ کس طرح اتنی جلدی حرکت میں آ گئے اور تمہیں کیسے پتہ چلا کہ کیا ہونے والا ہے کیونکہ آرڈرز یہ تھے کہ اگر یہ خطبہ دے جو آرڈیننس کے دوسرے دن آ رہا تھا تو خطبہ چونکہ ایک اسلامی کام ہے اور صرف اسی بہانے پر اس کو پکڑا جا سکتا ہے کہ تم مسلمان بنے ہو خطبہ دے کر، تشہد پڑھا ہے اس کے نتیجہ میں پکڑا جا سکتا ہے تو اگر خطبہ دے تو تب پکڑو اور اگر خطبہ نہ دے تو پھر کوئی بہانہ تلاش کرو اور ایک بھی مسجد میں ربوہ کے اگر اذان ہو جائے یا کوئی اور بہانہ مل جائے تو تب بھی اس کو پکڑ لو اور آخری آرڈر یہ تھا کہ اگر کوئی بہانہ نہ بھی ملے تو تراشو اور پکڑو۔ مراد یہ تھی کہ خلیفہ وقت اگر ربوہ میں رہے تو ایک مردہ کی حیثیت سے وہاں رہے اور اپنے فرائض منصبی میں سے کوئی بھی ادا نہ کر سکے۔ اگر وہ ایسا کرنے پر تیار ہو ایک مردہ کی طرح زندہ رہنے پر تیار ہو تو ساری جماعت کا ایمان ختم ہو جائے گا، ساری جماعت یہ سوچے گی کہ خلیفہ وقت ہمیں تو قربانیوں کے لئے بلا رہا ہے، ہمیں تو کہتا ہے کہ اسلام کا نام بلند کرو اور خود ایک لفظ منہ سے نہیں نکالتا۔ چنانچہ جماعت کے ایمان پر حملہ تھا یہ اور اگر خلیفہ وقت بولے جماعت کا ایمان بچانے کے لئے تو اس کو تین سال کے لئے جماعت سے الگ کر دو۔ چونکہ نظام جماعت ایک نئے خلیفہ کا انتخاب کر ہی نہیں سکتا جب تک پہلا خلیفہ مر نہ جائے اس وقت تک اس لحاظ سے تین سال کے لئے جماعت اپنی مرکزی قیادت سے محروم رہ جائے گی اور جس جماعت کو خلیفہ وقت کی عادت ہو جو نظام خلیفہ کے محور کے گرد گھومتا ہو اس کو کبھی بھی خلیفہ کی عدم موجودگی میں کوئی انجمن نہیں سنبھال سکتی۔... ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اسی طرح تسکین پا جائیں۔

تو تین سال کا عرصہ جماعت سے خلافت کی ایسی علیحدگی کہ کوئی رابطہ قائم نہ رہ سکے یہ اتنی خوفناک سازش تھی کہ اگر خدانخواستہ یہ عمل میں آ جاتی تب آپ کو اندازہ ہوتا کہ کتنا بڑا حملہ جماعت کی مرکزیت پر کیا گیا ہے۔ ساری دنیا کی جماعتیں بے قرار ہو جاتیں اور ان کی رہنمائی کرنے والا کوئی نہ رہتا، کچھ سمجھ نہ آتی کہ کیا کر رہے ہیں، کیا کرنا ہے اور پھر جذبات سے بے قابو ہو کر غیر ذمہ دارانہ حرکتیں بھی ہو سکتی تھیں۔ جس طرح شدید مشتعل جذبات کو اور زخمی جذبات کو اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی سنبھالنے کی، خلیفہ وقت کی عدم موجودگی یا بے تعلقی کے نتیجہ میں تو ناممکن تھا کہ جماعت کو اس طرح سے کوئی سنبھال سکتا۔

... جن لوگوں کو جھوٹ کی عادت ہو، ظلم اور سفا کی کی عادت ہو، افتراء پردازی کی عادت ہو، وہ کوئی بھی الزام لگا کر کوئی جھوٹ گھڑ کے پھر خلیفہ کی زندگی پر بھی حملہ کر سکتے تھے اور اس صورت میں جماعت کا اٹھ کھڑے ہونا اور اپنے قویٰ پر سے قابو کھو دینا، جذبات سے بھی قابو کھو دینا اور دماغی کیفیات پر سے بھی نظم و ضبط کے کنٹرول اتار دینا ایک طبعی بات تھی۔ ناممکن تھا کہ جماعت ایسی حالت میں کہ ان کو پتہ ہے کہ خلیفہ وقت ایک کلیۃً معصوم انسان ہیں، ان باتوں میں ہماری جماعت کبھی پڑی نہ پڑ سکتی ہے، اس پر جھوٹے الزام لگا کر ایک بد کردار انسان نے اسے موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ ناممکن تھا کہ جماعت اس کو برداشت کر سکتی۔ جبکہ برداشت کرنے کے لئے خلافت کا جو ذریعہ خدا نے بخشا ہے اس کی رہنمائی سے محروم ہو تو اس صورت میں جماعت کا کوئی بھی ردعمل ہو سکتا تھا جو اتنا بھیانک ہو سکتا تھا اور اتنے بھیانک نتائج تک پہنچ سکتا تھا کہ اس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور باوجود اس کے کہ ان باتوں کا ہمیں پہلے علم نہیں تھا۔ ایک رات، جس رات یہ فیصلہ ہوا ہے اس رات خدا تعالیٰ نے اچانک مجھے اس بات کا علم دیا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ایک بڑے زور سے یہ تحریک ڈالی کہ جس قدر جلد ہو اس ملک سے تمہارا نکلنا نظام خلافت کی حفاظت کے لئے ضروری ہے۔ تمہاری ذات کا کوئی سوال نہیں۔ ایک رات پہلے یہ مَیں عہد کر چکا تھا کہ خدا کی قسم مَیں جان دوں گا احمدیت کی خاطر اور کوئی دنیا کی طاقت مجھے روک نہیں سکے گی اور اس رات خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی اطلاعات دیں کہ جن کے نتیجہ میں اچانک میرے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اس وقت مجھے محسوس ہوا کہ کتنی خوفناک سازش ہے جماعت کے خلاف، جسے ہر قیمت پر مجھے ناکام کرنا ہے۔ اور وہ سازش یہ تھی کہ جب خلیفہ وقت کو قتل کیا جائے اور جماعت اس پر اُبھرے تو پھر نظام خلافت پر حملہ کیا جائے، ربوہ کو ملیا میٹ کیا جائے فوج کشی کے ذریعہ اور وہاں نیا انتخاب نہ ہونے دیا جائے خلافت کا، وہ انسٹیٹیوشن ختم کر دی جائے۔ اس کے بعد دنیا میں کیا باقی رہ جاتا۔ خدا تعالیٰ کے اپنے کام ہوتے ہیں اور جن حالات میں اللہ تعالیٰ نے نکالا یہ اس کے کاموں ہی کا ایک ثبوت ہے۔ یہ نہیں مَیں کہتا کہ یہ ہو سکتا تھا۔ ناممکن تھا کہ یہ ہو جاتا ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر سے ایمان اٹھ جاتا دنیا کا کہ خدا نے خود ایک نظام قائم کیا ہے، خود اس کے ذریعہ ساری دنیا میں اسلام کے غلبہ کے منصوبے بنا رہا ہے اور پھر اس جماعت کے دل پر ہاتھ ڈالنے کی دشمن کو توفیق عطا فرما دے جس جماعت کو اپنے دین کے احیاء کی خاطر قائم کیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے یہ انتظام فرمایا کہ دشمن کی ہر تدبیر ناکام کر دی اس ایک تدبیر کو ناکام کر کے۔ اتنا بڑا احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ آپ سوچ بھی نہیں سکتے کہ کتنے خوفناک نتائج سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بچا لیا، کتنی بڑی سازش کو کلیّۃً ناکام کر دیا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/ دسمبر 1984ء،
خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 757-769)

ان حالات میں مشاورت کے بعد یہی طے پایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ پاکستان سے ہجرت کریں۔ چنانچہ آپ بذریعہ کار ایک قافلہ میں ربوہ سے کراچی پہنچے اور وہاں سے 30/ اپریل 1984ء کو علی الصبح KLM کی فلائٹ کے ذریعہ کراچی سے ایمسٹرڈیم (ہالینڈ) اور پھر وہاں سے لندن (انگلستان) پہنچے۔ آپ کا ہجرت کا یہ سارا سفر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت و تائید اور حفاظتِ الٰہی کے روشن نشانات سے معمور ہے۔

معاندین احمدیت اور فتنہ انگیز مُلّاؤں کی طرف سے یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بھیس بدل کر یا جعلی ڈاکومنٹس پر ملک سے فرار ہو گئے تھے۔ ہمیشہ کی طرح ان کا یہ پراپیگنڈہ بھی سراسر کذب اور افتراء پر مبنی ہے اور حقیقت سے اس کا دُور کا بھی تعلق نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا آرڈیننس اور اس کے پس پردہ سازشوں اور دشمنانِ احمدیت کے بد ارادوں اور اوچھے ہتھکنڈوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے 28/ دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں مزید فرمایا:

''اس کے بعد دوسرے درجہ پر ان کا ہاتھ ابھی تک مرکزی تنظیموں پر اٹھ رہا ہے۔ ربوہ کی مرکزیت کے خلاف وہ سازشیں کر رہے ہیں اور ان سازشوں کے نتیجہ میں ایک ایک کر کے وہ اپنی طرف سے ربوہ کے مرکزی خدوخال کو ملیا میٹ کرتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ شروع میں بظاہر معمولی بات تھی لیکن اسی وقت مجھے نظر آ گیا تھا کہ آگے ان کے کیا ارادے ہیں...۔ شروع میں انہوں نے کھیلوں پر ہاتھ ڈالا کہ ربوہ میں کبڈی ہو گی تو عالم اسلام کو خطرہ پیدا ہو جائے گا۔ یعنی ربوہ میں اگر کبڈی ہوئی تو اس سے تمام دنیا میں عالم اسلام کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ ربوہ میں اگر باسکٹ بال کا میچ ہوا تو اس سے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوں گے اور پھر پتہ نہیں کیا ہو جائے گا۔ پھر کھیلوں سے یہ آگے بڑھے اور اجتماعات پر ہاتھ ڈالنے شروع کئے کہ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع ہوا تو عالم اسلام پر تباہی آ جائے گی۔ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہوا تو پتہ نہیں کیا خوفناک حالات دُنیا میں پیدا ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں اسلام نعوذ باللہ من ذالک تباہ ہو جائے گا۔ بوڑھوں کا اجتماع ہوا تو اس سے ان کو خطرات وابستہ نظر آنے لگے کہ اس اجتماع سے بھی یا وطن... تباہ ہو جائے گا یا عالم اسلام کو نقصان پہنچے گا۔

... چنانچہ آپ پاکستان کے اخبارات کا مطالعہ کر کے دیکھیں آپ کو ہر موقع پر اچانک اسی قسم کی خبریں نظر آنی لگ جائیں گی۔ یعنی ایک صبح کو اٹھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ تمام پاکستان میں ایک خاص طبقہ علماء ایک دم یہ شور مچانے لگ گیا ہے کہ انصار اللہ کا اجتماع نہیں ہو سکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ پھر اچانک علماء کو خیال آتا ہے کہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع نہیں ہو سکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، کبڈی نہیں ہو سکتی ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے، باسکٹ بال نہیں ہو سکتا ورنہ عالم اسلام کو خطرہ ہے۔ تو یہ جو سُر اَلاپتے تھے سارے، آخر اس کی مرکزی جڑیں تھیں۔ وہاں سے آواز نکلتی تھی تو یہ سب تک پہنچتی تھی۔ اور پھر حکومت کے اخبار تھے، حکومت کے ٹیلی ویژن اور حکومت کے ریڈیو یہ ساری باتیں اچھالتے تھے کہ علماء یہ کہہ رہے ہیں تا کہ نفسیاتی طور پر قوم پر یہ اثر پیدا ہو کہ ہاں ایک بہت ہی خطرناک بات ہونے لگی ہے اور حکومت مجبور ہو رہی ہے گویا کہ ان لوگوں کی آواز کے سامنے سر جُھکانے پر۔ حالانکہ حکومت کی طرف سے یہ باتیں پیدا کی جاتی تھیں اور یہ سب کچھ ہمارے علم میں تھا۔

... پھر اجتماعات پر انہوں نے پابندی لگا دی۔ وہی نظر آ رہا تھا کہ یہاں سے شروع کریں گے۔ سیڑھیاں جس طرح انسان چڑھتا ہے ایک دو تین چار اس طرح اوپر تک پہنچنے لگیں گے۔ پھر جلسہ سالانہ ان کے لئے خطرہ بن گیا اور اس قدر شور مچایا گیا سارے ملک میں کہ گویا اگر یہ بات حکومت نے نہ مانی تو حکومت تباہ ہو جائے گی۔ جلسہ سالانہ اتنا بڑا واقعہ۔ جماعت احمدیہ کا کیا حق ہے کہ جلسہ سالانہ کرے؟ چنانچہ جلسہ سالانہ ختم کر دیا گیا اور آج جلسہ سالانہ پر یہ ہمارا اختتامی خطاب ہونا تھا۔ آج اٹھائیس ہے اور 28 تاریخ کو اختتامی تقریب ہوا کرتی تھی جس میں قرآن کے معارف بیان ہوتے تھے، اسلام

کی خوبیاں بیان ہوتی تھیں، غیر مذاہب پر اسلام کی فوقیت بیان ہوتی تھی۔ یہ برداشت نہیں کرسکتے کہ ایسی باتیں ہوں جلسہ سالانہ پر۔ اس کے مقابل پر کیا برداشت کرسکتے ہیں؟ ربوہ کی مساجد جن میں لاؤڈ سپیکر کھلے ہیں یعنی مولویوں کی مساجد اس میں جمعہ کے دن ایسی فحش کلامی ہوتی ہے کہ آپ تصور نہیں کرسکتے کہ اس سے ربوہ کے رہنے والوں کا حال کیا ہوتا ہے؟ شدید گندی زبان استعمال کی جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف، جماعت احمدیہ کے سربراہوں کے خلاف، خلفاء کے خلاف، بزرگوں کے خلاف، اور اتنا جھوٹ بولا جاتا ہے کہ تعجب ہوتا ہے کہ اسلام کا نام لینے والے، اسلام کی طرف منسوب ہونے والے جھوٹ اتنا بول کیسے سکتے ہیں؟ گھر بیٹھے کہانیاں گھڑتے رہتے ہیں اور پھر فخر سے بتاتے ہیں بعد میں مولوی اپنے ساتھیوں کو کہ دیکھا کس شان کا میں نے جھوٹ گھڑا ہے! یہ میں نے گھڑا تھا، کسی اور نے مجھے نہیں بتایا، یہ میرا دماغ چلا ہے اس طرف اور سارے جانتے ہیں اور ان کے ماننے والے بھی جانتے ہیں اور سارا ماحول جانتا ہے، حکومت جانتی ہے کہ محض گند پر منہ مار رہے ہیں۔ لیکن جب حکومت خود جھوٹی ہو، بدکردار ہوچکی ہو، خود مذہب کے نام سے کھیل رہی ہو تو پھر ان لوگوں سے ان کا دل بڑا لگتا ہے۔ اس قسم کے لوگ قصر شاہی تک دسترس رکھتے ہیں، وہاں تک رسائی ہوجاتی ہے، ان کے ساتھ باقاعدہ مل کر منصوبے بنائے جاتے ہیں۔

...ابھی کچھ عرصہ پہلے جماعت کے پریس پر پابندی تھی، جماعت کی کتابیں ضبط ہورہی تھیں یہ قانون بن گیا تھا کہ جماعت احمدیہ اگر اپنے دفاع میں کچھ کہے گی تو ان کو قید کیا جائے گا ان کو سزا دی جائے گی۔ تین سال تک قید بھی ہوسکتی ہے اور جرمانہ بھی ہوسکتا ہے۔

...بہر حال اس وقت دشمن کا ارادہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتا کردے۔ جماعت احمدیہ کے ہاتھ بھی جکڑ دے۔ جماعت احمدیہ کے پاؤں بھی جکڑ دے اور پاکستان سے جماعت احمدیہ کی مرکزیت کی ساری علامتیں مٹادے۔ چنانچہ ہرگز بعید نہیں کہ اس سمت میں یہ آگے قدم بڑھائیں مرکزی انجمنوں کے خلاف بھی سازش کریں ہر قسم کی۔ اور جماعت کے وجود، جماعت کی تنظیم کے خلاف سازش کریں۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے کسی انصاف کے تقاضے کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کے ساتھ کوئی رحم کا سلوک نہیں کرنا۔ جہاں تک ان کا بس چلے گا انہوں نے ہر انسانی حق سے جماعت احمدیہ کو محروم کرنے کی مزید کوششیں کرنی ہیں اور یہ سلسلہ آگے تک بڑھانے کا ان کا ارادہ ہے۔"

اسی ضمن میں آپؒ نے یہ پُرشوکت اعلان بھی فرمایا کہ:

"...امر واقعہ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ہاتھ باندھ بھی دیں، جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتا بھی کردیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ کبھی کوئی دنیا میں باندھ نہیں سکا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی بدل نہیں سکتا۔ کبھی خدا کے ہاتھ بھی کسی نے باندھے ہیں؟ اس لئے خدا والوں کے جب ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو عملاً یہ دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم خدا کے ہاتھ باندھ سکتے ہیں۔ اس لئے خدا کے ہاتھ تو کھلے ہیں۔ قرآن کریم اعلان فرمارہا ہے بَلۡ یَدٰہُ مَبۡسُوۡطَتٰنِ (المائدہ 65) اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ اس کا دایاں ہاتھ بھی کھلا ہے۔ اور اس کا بایاں ہاتھ بھی کھلا ہے اور کوئی دنیا کی طاقت خدا کے ہاتھوں کو نہیں باندھ سکتی۔ اس لئے آگے بڑھیں گے یہ ظلموں میں، اس میں کوئی شک نہیں۔ لیکن یہ بھی مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے شیر خدا کے فضل سے بندھے ہوئے ہاتھوں کے ساتھ بھی ان پر غالب آکر رہیں گے۔ کوئی دنیا میں ان کے ایمان کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے عزم کا سر جھکا نہیں سکتا۔ کوئی دنیا میں جماعت احمدیہ کے صبر کا حوصلہ توڑ نہیں سکتا۔ بڑھتے رہیں جس حد تک یہ آگے بڑھتے ہیں۔ ہم بھی انتظار میں ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ خدا کی تدبیر بھی حرکت میں ہے۔ خدا کی تقدیر بھی حرکت میں ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جیسا کہ فرماتا ہے: اِنَّہُمۡ یَکِیۡدُوۡنَ کَیۡدًا ۔ وَّاَکِیۡدُ کَیۡدًا ۔ (الطارق 16-17) یہ بھی کچھ تدبیریں کررہے ہیں اور مَیں غافل نہیں ہوں۔ میں بھی تدبیر کررہا ہوں اور بالآخر یقیناً خدا ہی کی تدبیر غالب آئے گی۔ کب آئے گی؟ کتنی دیر میں آئے گی؟ یہ مَیں ابھی آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا میں آپ کو بتادیتا ہوں کہ جب زیادہ تشویش کے دن آتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلسل مجھے خوشخبریاں عطا فرماتا ہے اور صرف مجھے ہی نہیں بلکہ ساری جماعت کو تمام دنیا میں کثرت کے ساتھ خوشخبریاں ملنی شروع ہوجاتی ہیں۔ جتنے بھیانک دن آتے ہیں اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے روشنی کے وعدے زیادہ نمایاں ہوکر سامنے آنے لگتے ہیں۔ یہ عجیب قسم کے واقعات ہیں جو عام دنیا کے حالات سے بالکل مختلف ہیں۔ اگر یہ خوابیں نفسیاتی ہوں، اگر یہ خوابیں نفس کے دھوکے ہوں، یہ کشوف نفس کے دھوکے ہوں تو نفس کی کیفیت تو یہ ہے اور دنیا کے سارے ماہرین نفسیات جانتے ہیں کہ جتنا زیادہ مایوسی بڑھتی چلی جائے اتنا ہی ڈرانے والی خوابیں آنی شروع ہوجاتی ہیں۔ جتنا زیادہ انسان تاریکیوں میں گھر جاتا ہے اتنا ہی زیادہ ہولناک مناظر وہ دیکھنے لگتا ہے۔ غموں کے مارے ہوئے، مصائب کے ستائے ہوئے، خوفوں میں مبتلا لوگوں کو Hallucination (فریبِ خیال) شروع ہو جاتے ہیں۔ امن کی حالت میں بیٹھے ہوئے بھی ان کو خطرات دکھائی دینے لگتے ہیں۔ یہ صرف سچوں کی علامت ہوتی ہے کہ انتہائی تاریکی کے وقت میں خدا ان سے روشنی کے وعدے کرتا ہے اور ان کو روشنی کے نمونے دکھاتا ہے۔ انتہائی تکلیف کے وقت میں بھی خدا تعالیٰ ان کے ساتھ دل آرام باتیں کرتا ہے، ان کے دلوں کو راحت اور اطمینان اور سکون سے بھر دیتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 769-775)

الغرض مذکورہ بالا آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ابتدائی ایّام خصوصیت کے ساتھ تمام جماعت کے لئے انتہائی غم اور کرب کے ایّام تھے۔ اس نہایت ظالمانہ آرڈیننس کے خلاف کسی بھی احمدی کا غلط ردِّ عمل بہت خوفناک نتائج پیدا کرسکتا تھا۔ چنانچہ آرڈیننس کے نفاذ اور ہجرت سے قبل کے ایام میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خاص طور پر جماعت کو صبر اور دعاؤں اور عبادات کے قیام کی طرف خصوصی توجہ دینے کی تاکیدی نصائح فرمائیں۔ مثلاً 28/ اپریل 1984ء کی شام نمازِ عشاء کے بعد حضور رحمہ اللہ نے مسجد مبارک ربوہ میں حاضر احباب کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ:

"مَیں آپ کو صبر کی تلقین کرنا چاہتا ہوں۔ یاد رکھیں سب سے بڑی طاقت صبر کی طاقت ہے جو الٰہی جماعتوں کو دی جاتی ہے اور جس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا۔ صبر دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور دعاؤں میں قوت پیدا کرتا ہے۔ اور الٰہی جماعتوں کا صبر روحانیت میں تبدیل ہونے لگتا ہے۔ اس لحاظ سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت ایک نئے روحانی دور میں داخل ہورہی ہے۔ لہٰذا یہ غم جو آپ کو ملا ہے اس کی حفاظت کریں اور اس کو دردناک دعاؤں میں تبدیل کرتے رہیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کی دعاؤں اور گریہ وزاری سے عرش کے کنگرے بھی لرزنے لگیں گے۔ پس اس غم کی حفاظت کریں اور اسے ہرگز نہ مرنے دیں۔ یہاں تک کہ خدا کی تقدیر خود اسے خوشیوں میں تبدیل کردے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ دنیا کی ساری طاقتیں بھی مل کر آپ کو شکست نہیں دے سکتیں۔ لازماً آپ کامیاب ہوں گے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ 4/مئی 1984ء)

افرادِ جماعت احمدیہ پاکستان نے بالخصوص اور عالمگیر جماعت احمدیہ نے بھی جس طرح اخلاص اور محبت اور وفا کے ساتھ ان نصائح پر عمل کیا اور پھر جس طرح خدا تعالیٰ نے اس صبر اور قربانی اور وفا پر اپنے پیار کی نظر ڈالتے ہوئے اس غم کو خوشیوں میں بدلا اور دنیا بھر میں جماعت احمدیہ پہلے سے کئی گنا بڑھ کر مضبوط و مستحکم ہوئی اور اشاعت اسلام واحمدیت کی نئی راہیں کشادہ ہوئیں اور عظیم روحانی ترقیات و فتوحات کے دروازے خدا تعالیٰ کی طرف سے کھولے گئے وہ ان دعاؤں اور صبر کی قبولیت پر عظیم الشان گواہ ہیں۔

پاکستان میں آرڈیننس نمبر 20/ کے اجراء کے بعد جماعت پر کئے جانے والے مظالم کو گویا قانونی تحفظ حاصل ہوگیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں یہاں شہادتیں ہوئیں، لوٹ مار کی گئی،، احمدیہ مساجد کو مسمار کیا گیا، لُوٹ مار کرکے جلایا گیا، کئی مساجد کو سربمہر کرکے بند کردیا گیا۔ احمدیوں کو نوکریوں سے نکالا گیا۔ ان کی دکانوں کو لوٹا اور جلایا گیا۔ احمدیوں کے خلاف سراسر جھوٹے اور ناجائز مقدمات قائم کئے گئے۔ مدفون احمدیوں کی نعشوں کی بے حرمتی کی گئی۔ تعلیمی اداروں میں احمدی طلباء کے داخلے روکے گئے، اور اگر داخلے ہوچکے تھے تو انہیں وہاں سے نکالا گیا۔ سرکاری محکموں میں ملازم احمدیوں سے نہایت توہین آمیز، غیر اخلاقی اور غیر انسانی سلوک کیا گیا۔ غرضیکہ ہر پہلو سے اور ہر سطح پر احمدیوں پر ہر قسم کے ممکنہ ظلم وستم کو روا رکھا گیا۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر کیا گیا اور حکومت اور قانون کی چھتری کے نیچے یہ سب کچھ ہوا۔

................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

پروازِ احمدیت

سُہانا ہے سَماں ، تازہ جہاں معلوم ہوتے ہیں
بشکلِ نَو زمین و آسماں معلوم ہوتے ہیں

بِنائے کائناتِ نَو ہے رکھی جا رہی شاید!
کہ پھر کہتے ہوئے وہ "کُن فَکاں" معلوم ہوتے ہیں

غلامانِ مسیحِ وقت ہیں گو ناتواں بندے
عزائم میں مگر کوہِ گِراں معلوم ہوتے ہیں

زہے مَٹّی مسیحِ پاک کے جس نے قدم چُومے!
وہ ذرّے مجھ کو مثلِ کہکشاں معلوم ہوتے ہیں

دلائل کی لئے تیغیں چلے ہیں سومناتوں کو
کسی محمود کے یہ کارواں معلوم ہوتے ہیں

اگر تاریخ پڑھتا ہوں خلیل و نوح و آدم کی
سبھی اَوراق میری داستاں معلوم ہوتے ہیں

نہ جانے کیوں ٹپک جاتے ہیں جا کر اُن کی آنکھوں سے!
مری آنکھوں سے جو آنسو رواں معلوم ہوتے ہیں

یہ بیعت کرنے والے صد ہزاراں اَسود و اَحمر
سبھی مہدی کے تائیدی نشاں معلوم ہوتے ہیں

حصارِ احمدیت میں اماں پائیں گی اب قومیں
جہاں بھر میں یہ آثار و نشاں معلوم ہوتے ہیں

ذرا دیکھو تو کشتی نوح کی اے دیکھنے والو!
تلاطم جس کے حق میں بادباں معلوم ہوتے ہیں

(عبدالسلام اِسلامؔ)

مجلس سوال وجواب

مرتبہ: منیر احمد شاہین۔ مربی سلسلہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کن معنوں میں نبی ہیں؟

30 مارچ 1986ء کو لندن میں منعقدہ ایک مجلس سوال وجواب میں ایک غیر از جماعت نے سوال کیا جس کا لب لباب یہ تھا کہ کیا آپ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو واقعی نبی سمجھتے ہیں؟ اور آپ اس معاملہ میں مطمئن ہیں؟

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''مَیں حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو بالکل اُن معنوں میں نبی سمجھتا ہوں جن معنوں میں آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کے لئے لفظ نَبِیُّ اللہ اِستعمال فرمایا۔ ایک جواب میرا غور سے سُن لیجئے مَیں بعینہٖ اُن معنوں میں نبی سمجھتا ہوں جن معنوں میں حضرت اَقدس محمد مصطفی ﷺ نے جن پر آیتِ خاتم النَّبِیّٖن نازل ہوئی تھی آنے والے مسیح کے متعلق، گذرے ہوئے کے متعلق نہیں، آنے والے مسیح کے متعلق لفظِ نَبِیُّ اللہ اِستعمال فرمایا اور ایک مسلم کی حدیث میں چار مرتبہ یہ لفظ (نَبِیُّ اللہ) آپ نے اِستعمال فرمایا۔ (صحیح مسلم: کتاب الفتن: باب ذکر الدّجال وصفتہ ومامعہ)۔

مَیں اُن معنوں میں آپؑ کو نبی سمجھتا ہوں جن معنوں میں اِمام مہدیؑ کا مفہوم قرآنِ کریم میں ملتا ہے اور جن معنوں میں اِمام مہدیؑ کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ اِمام مہدیؑ کا اگر مقام حضورِ اکرم ﷺ کے تابع نبی کا نہیں تھا تو حضرت مرزا صاحب کا بھی ہرگز وہ مقام نہیں ہے۔ لیکن اگر حضرت اِمام مہدیؑ کا مقام اُمّتی نبی کا مقام ہے اور اگر مسیحِ محمدی کا مقام اُمّتی نبی کا مقام ہے تو حضرت مرزا صاحب کا مقام بھی اُمّتی نبی ہی کا مقام ہے۔

یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور وہ سچّا ہو اپنے دعوے میں اور کہے کہ مَیں مسیح تو ہوں لیکن نبی نہیں ہوں۔ کیونکہ مسلم کی حدیث اُس پر مخالفانہ گواہی دے گی کہ اے دعویٰ کرنے والے تُو مسیح کیسے ہوگیا؟ محمد رسولِ کریم ﷺ جن پر آیتِ خاتم النَّبِیّٖن نازل ہوتی ہے۔ وہ تو مسیح کے سچّا ہونے کی یہ علامت بیان فرماتے ہیں کہ وہ نَبِیُّ اللہ ہوگا۔ اگر تُو وہ مسیح ہے جو نَبِیُّ اللہ نہیں، تو جا جھوٹے ہمیں تجھ سے کوئی واسطہ نہیں پھر تو یہ جواب ہوگا اس کا، اگر کوئی شخص اِمام مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کرے اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کرے کہ مجھے خدا نے بذریعہ وحی اِمام نہیں بنایا مَیں خود بَن گیا ہوں تو آپ کو اُس کے دعویٰ کی کوڑی کی بھی پرواہ ہوگی یا نہیں ہوگی؟ اَپنے دِل میں سوچیں بجائے اِس کے کہ دِلچسپ بات بنانے کی خاطر اَحمدیّت پر اِعتراض کریں۔ پہلے اَپنے عقیدے کو تو واضح کرلیں۔

آپ کے نزدیک اِمام مہدیؑ کا کیا مقام ہے؟ مَیں جانتا ہوں اور اگر آپ اَپنے دِلوں کو ٹٹولیں گے، اَپنے علماء سے پوچھیں گے تو اِس نتیجہ کے سوا آپ نکال ہی نہیں سکتے کہ اِمام مہدیؑ اُمّتی نبی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ اُس میں وہ دو شرطیں پائی جاتی ہیں جو ہر نبی کا لازمہ ہیں۔ جو نبی سے باہر مِل ہی نہیں سکتیں اور آپ کا اِیمان ہے کہ اِمام مہدیؑ میں وہ دو شرطیں پائی جاتی ہیں۔ نبی کی کیا شرط ہے؟ اللہ اُس کو کھڑا کرے اَپنی وحی سے اُس کو اِمام بنا دے زمانہ کا، یہ پہلی شرط ہے نبوّت کی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اُس کے اِنکار کی اِجازت نہیں دیتا۔ خدا تعالیٰ اُس پر اِیمان لانا ضروری قرار دیتا ہے۔ یہ دو شرطیں نبوّت کے اَندر قدرِ مشترک ہیں کہ نہیں؟ یہ بتائیے؟ اگر نہیں بتانا سوچ لیجئے اَپنے دِل میں، اَب بتائیے اِمام مہدیؑ اِن دو شرطوں میں سے کِس کے بغیر ہوگا؟ کیا اِمام مہدیؑ اَپنے خیال سے کھڑا ہوجائے گا؟ کیا اِمام مہدیؑ کا قوم اِنتخاب کرے گی؟ کیا خداؑ اُس کو مقرر کرے گا کہ نہیں کرے گا؟ اگر اُس پر وحیٔ اِمامت ہوئی، خداؑ نے مقرر فرما دیا تو اگلا سوال خود ہی حل ہوجاتا ہے۔ جس کو خدا کھڑا کرے وہ چاہے اَدنیٰ ہو، اعلیٰ ہو۔ اُس کے اِنکار کی اِجازت ہی نہیں دیتا کسی بندے کو اور ساری اُمّت کے علماء آج بھی اِس بات پر متفق ہیں۔

آپ کِسی فرقہ کے عالم سے جا کر پوچھ لیجئے وہ آپ کو بتائے گا کہ اِمام مہدیؑ میں یہ دو شرطیں لازمی ہیں۔ خدا بنائے گا وَرنہ بندے کے بنائے ہوئے اِمام کے مُنہ پر کوئی تھوکتا بھی نہیں۔ خداؑ بنائے گا اور اُس کی بیعت کرنا، اُس کا قبول کرنا ضروری ہوگا اُمّت کے لئے۔ اگر کوئی عالم یہ نہ مانے تو وہ حدیثؑ اُس کو دِکھا دیجئے کہ جس میں آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ جب اِمام مہدیؑ نازل ہو تو برف کے پہاڑوں پر سے بھی گذر کے جانا پڑے، تم اُس تک پہنچو۔ (مستدرک حاکم: جزو رابع: کتاب الفتن والملاحم: باب خروج المھدی: صفحہ 464)۔ ایک اِرشاد یہ ہے کہ اُس کی بیعت کرو، دوسرا اِرشاد یہ ہے کہ اُس کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ (مسند احمد بن حنبل: جلد: 2 صفحہ 298 نیز الدّر المنثور از امام جلال الدین سیوطی: جلد 2 صفحہ 245)۔ یہ دونوں حدیثیں موجود ہیں۔ اَب آپ بتائیے کہ جس کو محمد رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جب اِمام مہدیؑ ظاہر ہو تو برف کے تودوں پر سے بھی گھٹنوں کے بَل جانا پڑے، تم نے جا کر اُس کی بیعت کرنی ہے۔ کیا اُس پر اِیمان لانا ضروری ہے کہ نہیں؟ اگر ضروری ہے اور آپ سب کا دِل گواہی دے رہا ہے کہ ضروری ہے تو بتائیے قرآنِ کریم میں نبیوں کے سوا کسی پر اِیمان لانا ضروری قرار دیا ہے؟ اللہ، رسولؐ، ملائکہ، کتب، یومِ آخرت اور نبی، اِس کے سوا کسی institution پر اِیمان لانا ضروری نہیں قرار دیا۔ اور اِمام مہدیؑ پر اِیمان لانے کی ضرورت پر سارے علماء متفق ہیں۔ تو کان کو آپ پیچھے سے پکڑ لیں، دائیں طرف سے پکڑ لیں۔ بات کہنے کی جرأت نہ ہو یہ الگ مسائل ہیں۔ تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اَپنے عقیدہ کو معلوم کریں کہ اِمام مہدیؑ کے متعلق آپ کا کیا عقیدہ ہے؟ عقیدہ کے لحاظ سے آپ اُس میں نبوّت مان رہے ہیں یا نہیں مان رہے؟ شریعت کے لحاظ سے نہیں وہ ہمارا ابھی یہی عقیدہ ہے۔ سو فیصدی شریعتِ محمد مصطفیٰ ﷺ کا تابع اور غلام، سو فیصدی حضرت محمد رسولِ کریم ﷺ کے فرمان کا تابع اور غلام یہ شرطیں آپ کے عقیدہ میں ہمارے عقیدہ میں دونوں مشترک ہیں۔ اِس میں اِعتراض ہی نہیں ہوسکتا۔ لیکن اِمام مہدیؑ کے متعلق جو جزء آپ نے قائم کئے ہوئے ہیں وہ اجزائے نبوّت ہیں۔ اِس کا مزید ثبوت اگر آپ نے دیکھنا ہو تو قرآنِ کریم مَیں نے عرض کیا تھا کہ قرآنِ کریم میں لفظ اِمام مہدی موجود ہے۔ اور جو اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ یہ اِصطلاح بعد کی بنی ہوئی ہے ہم نہیں مانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو۔ اُن کے لئے یہ effective جواب ہے۔

قرآنِ کریم فرماتا ہے اَنبیاء کا ذکر کرکے، ایک جگہ نہیں ایک جگہ سے زائد جگہ، قرآنِ کریم فرماتا ہے اَنبیاء کے نام لے لے کر۔ وَجَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا (الانبیاء: 74) یہ وہ سارے لوگ ہیں لوطؑ، نوحؑ، عیسیٰؑ اور موسیٰؑ اور اِبراہیمؑ، سب کے نام لے لے کر فرماتا ہے کہ اِن کے متعلق دو چیزیں ہم نے کیں۔ نمبر: 1۔ جَعَلْنٰهُمْ أَئِمَّةً۔ أَئِمَّةً اِمام کی جمع ہے۔ اِمام کی جمع أَئِمَّہ ہے۔ آئمہ کرام کہتے ہیں جس طرح۔ تو ایک خدا نے یہ وضاحت کی کہ نبیوں کو ہم اِمام بناتے ہیں۔ دوسری وضاحت یہ فرمائی يَهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا۔ وہ اَپنی طرف سے ہدایت نہیں دیتے۔ ہم سے پہلے ہدایت پاتے ہیں اور پھر ہدایت دیتے ہیں۔ جو خود ہدایت دے اُس کو کیا کہتے ہیں؟ ہادیؑ، عربی گرائمر کا لفظ ہے واقف آدمی فورًا سمجھ سکتا ہے۔ قاتلؑ جس طرح کہتے ہیں یہ اِسمِ فاعل ہے۔ اور جو ہدایت پائے پہلے کسی سے، پھر جاری کرے اُس پہ اِسمِ مفعول صادق آتا ہے اور اُس کو مہدیؑ کہتے ہیں۔ تو قرآنِ کریم نے نبیوں کی تعریف یہ فرمائی ایک جگہ، کہ جتنے اَنبیاء تھے اُن میں دو شرطیں پائی جاتی تھیں۔ ایک وہ ایسے اِمام تھے جنہیں ہم نے بنایا تھا، لوگوں نے نہیں چُنا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ ہادیؑ نہیں تھے مہدیؑ تھے۔ ہم سے ہدایت پا کر پھر لوگوں میں بات کرتے تھے۔ ہماری ہدایت کے بغیر نہیں کرتے تھے۔ تو یہ قرآنی اِصطلاح ہے۔ اور ایک جگہ نہیں تین جگہ قرآنِ کریم میں یہی آیت مختلف مضمونوں میں نازل ہوئی۔ اور ہمیشہ نبیوں کے متعلق آئی۔

پس مسئلہ حل کرنا چاہئے۔ فساد کو بے وجہ لمبا نہیں کرنا چاہئے۔ اِس بات پر ہم خدا تعالیٰ کے ہر مقدّس نام کی قسم کھا کر یہ بیان دینے کے لئے تیار ہیں کہ حضرت اِمام مہدی کا جو مقام ہے اُس سے ایک سوئی کے برابر بھی ہم مرزاؑ صاحب کا مقام اُونچا نہیں سمجھتے اور ایک سوئی کے برابر بھی نیچا نہیں سمجھتے۔ یہ بحث ہم سے کرلیں کہ اِمام مہدی کا مقام کیا ہوگا۔ ہمارے اِمام مہدیؑ کا نہیں، آپ کا اِمام آنے والا ہوگا اُس کا ہی مقام طے کرلیں۔ اگر آپ تقویٰ سے طے کریں گے تو اِس کے سوا نتیجہ نکلتا ہی نہیں کہ اُمّتی نبی ہوگا۔ اِمام ہوگا۔ خدا بنائے گا۔ دُنیا کو اُس کے اِنکار کی اِجازت نہیں ہوگی۔''

☆...☆...☆

بچوں کی نیک تربیت کے لئے رہنما اصول

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 فروری 1989ء میں خصوصیت سے واقفین نو بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں بعض راہنما اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جہاں تک اخلاق حسنہ کا تعلق ہے اس سلسلے میں جو صفات جماعت میں نظر آنی چاہئیں وہی صفات واقفین میں بھی نظر آنی چاہئیں بلکہ بدرجہ اولیٰ نظر آنی چاہئیں۔ ان صفات حسنہ سے متعلق، ان اخلاق سے متعلق میں مختلف خطبات میں آپ کے سامنے مختلف پروگرام رکھتا رہا ہوں اور اُن سب کو ان بچوں کی تربیت میں خصوصیت سے پیش نظر رکھیں۔

خلاصۃً ہر واقف زندگی بچہ جو وقف نو میں شامل ہے بچپن سے ہی اُس کو **سچ سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہونی چاہئے** اور یہ نفرت اُس کو گویا ماں کے دودھ میں ملنی چاہئے اور باپ کی پرورش کی باہوں میں۔ جس طرح ریڈی ایشن کسی چیز کے اندر سرایت کرتی ہے اس طرح سچائی اُس کے دل میں ڈوبنی چاہئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کو پہلے سے بہت بڑھ کر سچا ہونا پڑے گا۔ ضروری نہیں ہے کہ سب واقفین زندگی کے والدین سچائی کے اُس اعلیٰ معیار پر قائم ہوں جو اعلیٰ درجے کے مومنوں کے لئے ضروری ہے اس لئے اب ان بچوں کی خاطر اُن کو اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی ہوگی اور پہلے سے کہیں زیادہ احتیاط کے ساتھ گھر میں گفتگو کا انداز بنانا ہوگا اور احتیاط کرنی ہوگی کہ لغو باتوں کے طور پر یا مذاق کے طور پر بھی وہ آئندہ جھوٹ نہیں بولیں گے کیونکہ یہ ایک خدا کی مقدس امانت اب آپ کے گھر میں پل رہی ہے اور اس مقدس امانت کے کچھ تقاضے ہیں جن کو آپ نے بہرحال پورا کرنا ہے۔ اس لئے ایسے گھروں کے ماحول سچائی کے لحاظ سے نہایت صاف ستھرے اور پاکیزہ ہو جانے چاہئیں۔

قناعت کے متعلق میں نے کہا تھا اس کا واقفین سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ **بچپن ہی سے ان بچوں کو قانع بنانا چاہئے اور حرص وہوا سے بے رغبتی پیدا کرنی چاہئے** اور عقل اور فہم کے ساتھ اگر والدین شروع سے یہ تربیت کریں تو ایسا ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ **دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام تک اُن کو پہنچانا ضروری ہے۔**

بچپن سے اُن کے اندر مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے۔ ترش رُوئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رُو واقفین زندگی ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے **خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا یہ صفت بھی واقفین بچوں میں بہت ضروری ہے**۔ یعنی یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

مذاق اچھی چیز ہے یعنی مزاح۔ لیکن **مزاح کے اندر پاکیزگی ہونی چاہئے** اور مزاح کی پاکیزگی دو طرح سے ہوا کرتی ہے۔ کئی طرح سے ہوسکتی ہے لیکن میرے ذہن میں اس وقت دو باتیں ہیں خاص طور پر۔ ایک تو یہ کہ گندے لطائف کے ذریعے دل بہلانے اور اپنے یا غیروں کے دل بہلانے کی عادت نہیں ہونی چاہئے۔ اور دوسرے یہ کہ لطافت ہو اُس میں، مذاق اور مزاح کے لئے ہم لطافت کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی لطیفہ کہتے ہیں اُس کو۔ لطیفہ کا مطلب ہی یہی ہے کہ بہت ہی نفیس چیز ہے اور ہر قسم کی کرختگی اور بھونڈا پن لطافت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ کثافت سے تعلق رکھتا ہے۔

(خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 87-88)

☆...☆...☆

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

... ...

﴿سپین﴾

نیشنل وقفِ نَو اجتماع 2018ء کا کامیاب انعقاد

(خلاصہ رپورٹ مرتبہ: مکرم محمد انس احمد، مربی سلسلہ، سپین)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیشنل شعبہ وقفِ نو سپین کو مورخہ 10 فروری 2018ء بمقام مسجد بیت الرحمٰن ویلنسیا اپنا دوسرا نیشنل وقفِ نو اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اجتماع سے دو ماہ قبل ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے پروگرام کو حتمی بنایا اور قبل از وقت ضروری انتظامی امور سرانجام دیئے۔

10ر فروری 2018ء کو 11 بج کر 15 منٹ پر مکرم عبدالرزاق صاحب امیر جماعت سپین کی زیر صدارت افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید مع اردو اور سپینش ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد مکرم عبدالصبور نعمان صاحب مبلغ انچارج سپین نے بچوں کو وقف کی اہمیت بیان کی اور اس حوالہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا واقعہ سنایا۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے وقف کی اہمیت اور ذمہ داریوں کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پڑھ کر سنائے۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

علمی مقابلہ جات کے لئے واقفین نو کو عمر کے حساب سے مختلف گروپس میں تقسیم کر کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ تلاوت، نظم، اردو تقریر، سپینش تقریر اور حفظ قرآن کے مقابلے ہوئے۔ انفرادی طور پر نصاب کا جائزہ بھی لیا گیا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور کھانے کے بعد 8 سے 15 سال کے گروپ کو مذاکرات کا موقع دیا گیا۔ مکرم طارق عبدالغالب صاحب نے وقف کے حوالہ سے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا۔ مکرم قیصر محمود ملک صاحب مربی سلسلہ نے 16 سال سے زائد عمر کے واقفین نو کا جائزہ لیا اور ان کے مسائل کے حل کے لئے ان کی رہنمائی کی۔

بعد ازاں مختلف پریزنٹیشنز دی گئیں جن کا مقصد واقفین نَو کو مختلف فیلڈز میں رہنمائی دینا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ ایک واقف نو کی پہلی ترجیح جامعہ احمدیہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ اس حوالہ سے پہلی پریزنٹیشن مکرم منور احمد خورشید صاحب مربی سلسلہ، لندن نے دی۔ آپ نے خلافت سے پختہ تعلق قائم کرنے کی تاکیدی اور فیلڈ میں پیش آمدہ مختلف ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ دوسری پریزنٹیشن سپینش زبان میں تھی۔ مکرم عبدالغفور چوہدری صاحب نے جماعت کی ضرورت پر بات کرتے ہوئے انجینئرز، ڈاکٹرز، ہیومنٹی فرسٹ اور IAAAE کے حوالہ سے معلومات دیں اور بتایا کہ کون سے پراجیکٹس اس وقت چل رہے ہیں۔ تیسری اور آخری پریزنٹیشن بھی سپینش زبان میں تھی۔ مکرم طارق عبدالغالب صاحب نے تبلیغ کے حوالہ سے معلومات دیں اور تبلیغ کے مختلف طریقوں سے آگاہ کیا۔

اس کے بعد 5 بجکر 20 منٹ پر مکرم امیر صاحب سپین کی صدارت میں اختتامی اجلاس ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مع اردو اور سپینش ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم نصیر احمد صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو نے رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں مقابلہ جات میں اوّل اور دوم آنے والے واقفین میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا واقفین نو کے حوالہ سے فرمودہ خطبہ جمعہ کا ایک کلپ دکھایا گیا۔ اجلاس کے آخر پر مکرم عبدالرزاق صاحب امیر جماعت سپین نے دعا کرائی اور اس طرح اجتماع اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل حاضری 81 فیصد رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ واقفین نَو اپنے عہد وقف کو سمجھنے اور اسے پورا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

☆...☆...☆

﴿بینن (مغربی افریقہ)﴾

بینن کے شہر ساوے میں احمدیہ مسجد کا بابرکت افتتاح

[خلاصہ رپورٹ مرتبہ: مکرم احمد ریحان ہاشمی صاحب، مبلغ سلسلہ۔ ساوے بینن]

بینن کے دار الحکومت کوتونو (Cotonou) سے ساوے (Save) شہر کا فاصلہ 254 کلومیٹر ہے۔ ریجن ساوے میں جماعت کا پودا 1999ء میں اوکونفو (Okonfou) گاؤں میں لگا تھا۔ 1999ء میں جماعت احمدیہ بینن کے امیر و مشنری انچارج مکرم حافظ احسان سکندر صاحب تھے۔

ستمبر 2015ء میں دو قطعات زمین مبلغ 7 ملین 5 لاکھ فرانک سیفا میں خریدے گئے۔ ان قطعات زمین کی کل لمبائی 40.96 میٹر اور چوڑائی 22.91 میٹر ہے۔ یہ زمین چونکہ دو قطعوں پر مشتمل ہے اس لئے سڑک کے بالمقابل مسجد تعمیر کی گئی اور پچھلے حصہ میں مشن ہاؤس تعمیر کیا گیا۔ مسجد کی لمبائی 15 میٹر اور چوڑائی 11.70 میٹر ہے۔ مسجد کے احاطے کی لمبائی 17.40 میٹر اور چوڑائی 15.10 میٹر ہے۔ مسجد کے احاطے میں دفتر سینٹرل مبلغ، سینٹرل لائبریری، گارڈین کا کمرہ، دو ٹائلٹ اور ایک باتھ روم واقع ہیں۔

کوتونو سے آتے ہوئے ساوے کے داخلے پر یہ مسجد واقع ہے۔ مسجد کے کل چار مینار ہیں۔ دو بڑے میناروں کی لمبائی 14.40 میٹر ہے اور دو چھوٹے میناروں کی لمبائی 11.80 ہے۔ مسجد کی خوبصورتی سڑک سے گزرنے والے ہر شخص کی توجہ اپنی طرف کھینچتی ہے اور جماعت احمدیہ کی تبلیغ اور تعارف کا اچھا ذریعہ ہے۔

مسجد کا افتتاح 27ر دسمبر 2017ء بروز بدھ مرکزی وفد کی موجودگی میں ہوا۔ مرکزی وفد میں درج ذیل معزز احباب شامل تھے۔

1۔ مکرم میر رفیق احمد صاحب وکیل المال الثانی تحریک جدید ربوہ۔ 2۔ مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر و مشنری انچارج بینن۔ 3۔ مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب سابق امیر جماعت بینن۔ 4۔ مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مشنری انچارج بیلجیم و سابق امیر جماعت بینن۔ 5۔ مکرم خالد محمود صاحب امیر و مشنری انچارج کونگو کنشا سا و سابق امیر جماعت بینن۔ 6۔ مکرم افضال احمد روؤف صاحب مشنری انچارج نائیجیریا۔

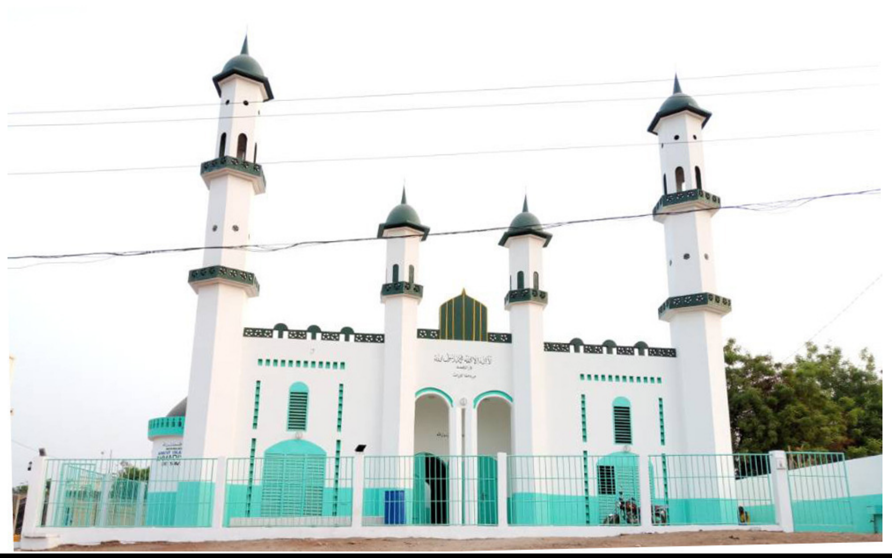

مسجد احمدیہ ساوے۔ بینن

مقامی مہمانوں میں جو معزز احباب شامل ہوئے ان میں ساوے کے بادشاہ محترم جناب کابی لیبیسی اوبا آدے توتو آکیمو صاحب اور کابوعہ کے بادشاہ محترم جناب آدے توتو اونیلو صاحب شامل ہیں۔

ساڑھے پانچ بجے جب مرکزی وفد ساوے کے قریب پہنچا تو ریجن ساوے کے خدام نے اپنے مخصوص لباس میں موٹر سائیکلوں پر وفد کو سینٹرل احمدیہ مسجد تک ایسکورٹ کیا۔ وفد کی آمد پر تمام علاقہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور ترانوں کی آواز سے گونج اٹھا۔

مکرم میر رفیق احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریکِ جدید ربوہ نے فیتا کاٹ کر مسجد کا افتتاح کیا۔ دعا کے بعد تمام احباب کو مبارکباد دی۔

مسجد کی افتتاحی تقریب

تلاوت قرآن کریم مع فرنچ اور یوروبا ترجمہ سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ قصیدہ کے بعد ساوے کے بادشاہ نے تقریر کی۔ آپ نے کہا مَیں مرکزی وفد کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو کام جماعت احمدیہ ان کے علاقے میں کر رہی ہے وہ نہایت قابل ستائش ہے اور مَیں دعا کرتا ہوں کہ جماعت کو ہمیشہ کامیابیاں ملتی رہیں۔

بعد ازاں مکرم میر رفیق احمد صاحب وکیل المال ثانی تحریکِ جدید ربوہ نے تقریر کی۔ آپ نے مسجد کے بابرکت افتتاح میں شامل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد اس خوبصورت مسجد کی تعمیر پر سب کو مبارک باد دی۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر مرکز کی نمائندگی میں بینن آئے ہیں اس لئے وہ حضور انور کی طرف سے سب کو محبت بھرا اسلام پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اسلام ایک پُرامن مذہب ہونے کے حوالہ سے بات کی اور اسلام کی پُرامن تعلیمات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ مسجد کے حوالہ سے آپ نے بتایا کہ مسجد کی اصل خوبصورتی وہ نہیں جو مختلف رنگوں میں نظر آتی ہے بلکہ اس کی اصل خوبصورتی اس کے نمازیوں سے ہے۔

تقریر کے بعد آپ نے اجتماعی دعا کروائی جس کے ساتھ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ بعد ازاں تمام احباب کو کھانا پیش کیا گیا۔

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

دلچسپ اور ایمان افروز واقعات

ماخوذ از کتاب میری یادیں مصنفہ حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ

(المعروف سبز پگڑی والے) صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

''یوپی کے علاقہ سے واپسی پر مجھے گورداسپور کے ضلع میں متعین کیا گیا پھر مجھے لدھیانہ، انبالہ اور جالندھر کے تین ضلع دیئے گئے اور ساتھ ہی پٹیالہ، انڈیانہ اور جیند تین ریاستیں بھی میرے تبلیغ کے علاقہ میں شامل کی گئیں۔ میں نے قادیان سے پیدل چل کر جالندھر پہنچنے کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ قادیان سے پیدل روانہ ہوا اور پنیٹاں پہنچا۔ وہاں سے عالم پور کوٹلے پہنچا۔ عالم پور کوٹلہ وہ جگہ تھی جہاں مولوی غلام رسول صاحب رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پر قصص المحسنین کتاب لکھی تھی۔ بڑے عالم تھے۔ وہاں سے روانہ ہو کر گھیگھیاں گاؤں پہنچا۔ جہاں کی زیادہ آبادی پٹھانوں کی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ آپ ہمارے پاس ذرا رکیں ہم نے مرزا صاحب کے بارہ میں گفتگو کرنی ہے۔ وہاں کوئی احمدی گھر نہیں تھا۔ انہوں نے چارپائی مجھے بیٹھنے کو دے دی۔ مَیں بیٹھ گیا۔ انہوں نے بہت سے سوال کئے۔

ایک ان میں سے کہنے لگا کہ آنا تھا تو کیا اتنے چھوٹے سے گاؤں میں ہی آنا تھا امام مہدی علیہ السلام نے اور مسیح نے؟ یہ کیا ڈھونگ رچایا ہوا ہے؟ میں نے کہا بات یہ ہے کہ جب آپ نے دعویٰ کیا تھا تو یہ کہا تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ میں ہی امام مہدی ہوں اس لئے تم خدا سے کہہ سکتے ہو کہ چھوٹے سے گاؤں میں کیوں بھیجا ہے۔ کسی بڑے شہر میں بھیجنا چاہئے تھا جس طرح مکہ والوں نے کہا تھا ''قَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ'' کسی بڑے شہر میں یہ آتا۔ مکہ میں تو تھوڑے سے گھر ہیں۔ یہ طائف میں آتا یا مدینہ میں۔ اس وقت انہوں نے بھی یہی سوال کیا تھا اور تم نے بھی یہی سوال دہرایا ہے۔ اگر وہ چھوٹے گاؤں میں آکر سچے تھے تو یہ بھی چھوٹے گاؤں میں آکر سچے ثابت ہوتے ہیں۔ یہ کوئی گھبرانے والی بات نہیں ہے۔ یہ تو سوال کا ایک جواب ہے۔

دوسرا یہ کہ یہ محمدی مسیح ہے۔ موسوی مسیح جہاں آئے ہیں وہاں تو سینکڑوں گھر ہیں کیونکہ یہ موسوی مسیح کی نسبت بڑا ہے۔ وہ موسوی مسیح تھا اور یہ محمدی مسیح ہے۔ موسیٰ علیہ السلام تو صرف بنی اسرائیل کے لئے آئے تھے اور یہ ساری دنیا کے لئے آئے تھے اس لئے جس جگہ پر انہیں بھیجا گیا ہے وہ مسیح ناصری کی نسبت بہت بڑا شہر ہے۔ غرضیکہ بڑی تفصیل سے باتیں ہوتی رہیں۔ اس کا کہیں بس نہ چلے وہ بہت شرمندہ سا ہو رہا تھا۔ آخر کہنے لگا کہ آپ کس طرح ان کے پاس پھنس گئے ہیں؟ میں نے کہا کمال بات آپ نے کی ہے۔ میں پہلے خود پھنسا ہوں اب لوگوں کو پھنساتا ہوں۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ آپ نے نہیں دیکھا اور جو آپ نے نہیں دیکھا وہ ہم نے دیکھا ہوا ہے۔ اس لئے ہمیں وہ سچے معلوم ہوئے اور ہم نے ان کی بیعت کر لی۔ نشانات جو تھے وہ سارے پورے ہو گئے۔ اب آپ خود بتائیں یہ سارے نشانات کس کے لئے پورے ہوئے ہیں۔ کوئی اور بتا دیں جس کے لئے سارے نشانات پورے ہوئے ہوں۔ کسی اور کا بتاتے بھی نہیں ہیں۔

وہ کہنے لگا کہ ہم نے سنا ہوا ہے کہ مسیح نے آسمان سے اترنا ہے۔ میں نے کہا یہ تو آپ نے سنا ہوا ہے۔ کبھی یہ قرآن میں بھی پڑھا ہے یا یہ کسی حدیث میں ہے کہ عیسیٰؑ آسمان سے آئیں گے۔

اسی مجلس میں ایک مُلّاں جی بھی بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگے ابن مریم کون تھے؟ میں نے کہا جو بھی مریم کا بیٹا ہو وہ ابن مریم ہے یہ کونسی نئی بات آپ نے پوچھی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ بھی ابن مریم تھے۔ چونکہ انہیں باپ کے بغیر اللہ نے پیدا کیا اس لئے ماں کی طرف منسوب ہوئے۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ ابھی ہم رہنے دیتے ہیں پھر کبھی آپ آئیں گے تو ہم کسی بڑے مولوی کو بلوالیں گے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ اس طرح مجلس برخواست ہوئی اور عصر کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔

نماز کے بعد دوبارہ سفر شروع کیا ابھی چھ میل ہی گیا تھا کہ شام ہو گئی۔ میرا خیال تھا کہ جالندھر کی سرحد تک پہنچ جاؤں گا۔ میں سڑک کے کنارے چلتا جا رہا تھا کہ ایک طرف سے ایک آدمی آیا اور میرے قریب آکر کہنے لگا بھائی جی آپ نے کہاں جانا ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ فلاں گاؤں جانا ہے۔ وہ کہنے لگا وہ تو بہت دُور ہے آپ کو بہت زیادہ دیر ہو جائے گی اور سخت اندھیرا بھی ہوگا۔ یہ راستہ خطرناک ہے یہاں کے لوگ بڑے خراب ہیں یہ کتابیں بھی چھین لیں گے اور آپ کو نقصان بھی پہنچائیں گے اس لئے آپ رات یہیں گزار لیں۔ میں نے کہا میرا تو کوئی واقف نہیں ہے۔ وہ کہنے لگا کوئی بات نہیں آپ رات میرے پاس ہی ٹھہر جائیں۔ وہ اس گاؤں کا نمبردار تھا۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر اس کی بیٹھک تھی۔ اس نے مجھے چارپائی وغیرہ دے دی اور میں بیٹھ گیا۔ خود وہ اپنے گھر چلا گیا تا کہ میرے کھانے کا انتظام کرے۔ تھوڑی دیر میں وہاں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ شاید اسی نے لوگوں کو بتا دیا تھا کہ ایک مرزائی ہمارے قابو آیا ہوا ہے۔ مجھے اس سے فائدہ ہو گیا۔ میں دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ بیٹھا تھا میں نے ان سے کہا کہ دوستو! کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لو۔ اتنے میں ان کا نوکر میری روٹی لے آیا۔ وہ سب کہنے لگے کہ پہلے آپ کھانا کھا لیں اتنے میں اور لوگ بھی اکٹھے ہو جائیں گے۔ اور ہم سب سے کہیں گے کہ کسی نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو وہ پوچھ لے گا۔ ہم نے سنا ہے کہ بڑی دُور دُور سے لوگ وہاں آکر بیعتیں کرتے ہیں۔ آخر کوئی بات تو ہوگی۔ جس وجہ سے پڑھے لکھے، اَن پڑھ، دوکاندار، ملازمت پیشہ اور ہر طرح کے لوگ جہاں بیعتیں کرتے ہیں آخر کوئی بات تو ہوگی۔ ہمارے کیوں نہیں کوئی کرتا؟ جب اس نے یہ کہا تو ایک آدمی نے جرأت کرتے ہوئے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ آنا تھا تو مغل نے ہی آنا تھا۔ کوئی سیّد آتا؟ میں نے کہا کہ یہ سوال آپ مجھ سے نہیں کر رہے۔ تو وہ کہنے لگا اور کس سے کر رہا ہوں۔ میں نے کہا یہ تو بھیجنے والے پر سوال ہو سکتا ہے کہ اس نے مغلوں میں کیوں بھیجا ہے۔ میں نے کہا کیا تمہیں پتہ ہے کہ یہ کون سے مغل ہیں جن کی سیّدوں کے ساتھ بھی رشتہ داریاں ہیں۔ مرزا صاحب کی بیوی سیّدانی ہیں۔ بڑا حیران ہو کر پوچھنے لگا کہ کیا یہ سچ ہے۔ میں نے کہا ہاں جا کر تحقیق کر لیں وہ سیّدانی ہیں۔ ان کے بیٹے بھی سیّدوں کے گھر بیاہے ہوئے ہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کی بعض دادیاں بھی سیّد تھیں۔ یہ سن کر وہ چپ ہو گیا اور مزید کوئی سوال نہیں پوچھا۔ میں نے باقی لوگوں سے پوچھا کہ کسی اور نے کوئی سوال پوچھنا ہو تو پوچھیں۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو اَن پڑھ ہیں ہم کیا سوال پوچھ سکتے ہیں۔ صرف ایک بات ہے کہ ہم نے سنا ہوا ہے کہ امام مہدی جب آئے گا تو وہ تلوار چلائے گا اور جو کوئی اسے نہیں مانے گا وہ اس کا سر قلم کر دے گا۔ میں نے کہا کس سے یہ سنا تھا؟ کہنے لگا ہمارا مولوی یہ سنایا کرتا تھا۔ میں نے کہا وہ کہاں ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ وہ کہنے لگے نہیں وہ تو فوت ہو چکا ہے۔ میں نے کہا مہدی کے معنی ہیں خود ہدایت یافتہ اور لوگوں کو ہدایت دینے والا۔ یہ ہیں مہدی کے معنی۔ امام قاتل کا تو انہوں نے کہیں بھی نہیں لکھا کہ کوئی قاتل امام آئے گا۔ اگر تو کوئی اس کی بات مان لے تو درست وگرنہ وہ اس کی گردن کاٹ کر الگ کر دے گا۔ ہدایت تو زندہ لوگوں کو ہوتی ہے جس کا سر قلم کر دیا یعنی واصلِ نار کر دیا، کیا اس نے سب کو جہنمی بنانا ہے۔ ذرا عقل سے کام لو۔ غرضیکہ سارے چپ ہو گئے۔

نمبردار صاحب بہت ہوشیار آدمی تھے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ اس نمبردار پر بھی کافی اثر تھا وہ سب کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ سب مولویوں نے جو کفر کے فتوے دیئے ہیں ان کی یہ مثال ہے کہ ایک دفعہ ایک ذمّہ دار شخص کہیں جا رہا تھا اس نے راستہ میں ایک گائے کا بڑا خوبصورت بچہ دیکھا اور وہ خوب پہچانتا تھا کہ یہ بڑا ہو کر خوبصورت بیل بنے گا اس نے اس کی ٹانگوں اور جسم سے اندازہ لگا لیا تھا۔ وہ مالک سے پوچھنے لگا کہ کیا تم نے اسے بیچنا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ بیچ دوں گا۔ وہ پوچھنے لگا کتنے پیسے لوگے؟ اُس نے جتنے پیسے بتائے اس نے وہ رقم دے کر بچھڑا خرید لیا اور اسے لے کر چل پڑا اس کی گردن میں چھوٹی سی رسّی ڈال لی۔ آگے چار ٹھگ راستہ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے جب اس بچھڑے کو دیکھا تو پروگرام بنایا کہ کیوں نہ اسے اس سے چھین لیا جائے یہ تو خوبصورت بیل بنے گا۔ انہوں نے سوچا کہ اگر ہم نے طاقت سے اس سے چھیننا چاہا تو یہ تو شور مچا دے گا اور لوگ اکٹھے ہو جائیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ اسے کسی اور طریقہ سے چھینا جائے۔ چنانچہ ان میں سے ایک تو وہیں کھڑا رہا اور دوسرا دو فرلانگ کے فاصلہ پر چلا گیا۔ تیسرا اس سے آگے دو فرلانگ کے فاصلہ پر چلا گیا اور چوتھا اس سے آگے دو فرلانگ کے فاصلہ پر چلا گیا۔ اس طرح وہ ایک میل کے فاصلہ پر پھیل گئے۔ جب وہ چلتا ہوا پہلے کے پاس سے گزرنے لگا تو وہ کہنے لگا تیرا برا ہو یہ بھیڑیا کہاں سے لائے ہو۔ شکر ہے کہ میں پیچھے ہٹ کر بچ گیا ہوں وگرنہ تُو مجھے مروانے لگا تھا۔ وہ حیران ہوا کہ یہ کہاں سے بھیڑیا لگا ہے۔ میں تو گائے کا بچہ لایا ہوں۔ لیکن اسے یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ اس نے بھیڑیا کیوں کہا ہے۔ کبھی وہ بچھڑے کو دیکھے اور کبھی رسّی کو اس طرح آگے پیچھے دیکھتا ہوا چلتا گیا اور یہ بھی سوچنے لگا کہ کہیں مجھ کو ہی غلطی تو نہیں لگ گئی۔ خیر چلتے چلتے اسی سوچ میں وہ دوسرے شخص تک پہنچا ہی تھا کہ وہ چھلانگ لگا کر اس کے پیچھے ہو گیا اور برا بھلا کہنے لگا کہ تم مجھے مروانے لگے تھے یہ بھیڑیا کہاں سے لائے ہو۔ وہ سوچ میں پڑ گیا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں تو گائے کے پاس سے لایا ہوں۔ غرضیکہ مصیبت میں پڑ گیا اور سوچنے لگا کہ اگر یہ بھیڑیا ہوتا تو کیا مجھے وہ کچھ نہ کہتا۔ خیر وہاں سے بھی نکل کر آگے چلتا گیا اور اسے سوچ پیدا ہو گئی کہ پہلے نے بھی بھیڑیا کہا اور دوسرے نے بھی بھیڑیا کہا کیا میری ہی نظر کا تو قصور نہیں۔ یہ سوچتے ہوئے جب تیسرے شخص تک پہنچا تو وہ بھی چھلانگ لگا کر اس کے پیچھے ہو کر کہنے لگا کہ مجھے تو تم مروانے لگے تھے یہ بھیڑیا کہاں سے لائے ہو تیرا برا ہو۔ اب وہ مزید سوچ میں پڑ گیا کہ معاملہ کیا ہے جو بھی مجھے ملتا ہے یہی کہتا ہے کہ بھیڑیا کہاں سے لائے ہو کبھی اسے دیکھے کبھی رسّی کو دیکھے اور کبھی اپنے آپ کو دیکھے۔ کبھی اس راستہ کو دیکھے جدھر سے وہ آ رہا تھا سوچے کہ میں تو گائے کے نام پر لایا ہوں پھر اسی سوچ میں آگے پہنچا۔ چوتھا ٹھگ درخت پر فوراً چڑھ گیا اور اسے بہت برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ یہ تم نے بھیڑیا کیوں پکڑ رکھا ہے اسے کہاں سے لائے ہو تم تو مجھے مروانے لگے تھے۔ جب اس ٹھگ نے بھیڑیا کہا تو اس نے رسّی چھوڑ دی اور بھاگنے لگا کہ جو کوئی مجھے ملتا ہے وہ اسے بھیڑیا کہتا ہے یہ ضرور میری نظر کا قصور تھا۔ نمبردار کہنے لگا اسی طرح لوگ آپ کے ساتھ آکر کرتے ہیں۔ جو بھی آتا ہے کہتا ہے بڑا برا دعویٰ کیا ہے وہ آپ کو شش و پنج میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے کہا میں آپ کی مثال کو خوب سمجھا ہوں اور میں بہت سی جگہوں سے ایسے ہی بھگت آیا ہوں۔ مولویوں کی روٹیوں پر اثر پڑتا ہے جو بھی کوئی مولوی آتا ہے کہتا ہے توبہ توبہ اس کے ساتھ بات مت کرنا وگرنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اس سے بات کرتے ہی کافر ہو جاؤ گے۔ جتنے نبی آئے وہ کفار کو مسلمان بنانے آئے اور اگر کافروں کے ساتھ بات کرنے کا حکم نہیں تھا تو وہ ان کے پاس کیا لینے آئے تھے۔ اس گفت وشنید کا ان پر بہت اچھا اثر ہوا۔

صبح ہوتے ہی میں نے دوبارہ پیدل سفر شروع کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ سارے سفر پیدل ہی کرنے پڑتے تھے۔ وہاں سے کافی مسافت طے کر کے ''کھنّے'' گاؤں پہنچا۔ وہاں سے ٹرین پر سوار ہو کر ''بیاس'' کے اسٹیشن پر پہنچا اور وہاں سے سوار ہو کر ''پھگواڑے'' اور وہاں سے ''نکودر'' پہنچا۔ وہاں ایک مولوی عبداللہ صاحب تھے ان سے میں نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی احمدیوں کا گاؤں ہے۔ کہنے لگا یہاں قریب ہی شاکر کا اسٹیشن ہے اور اس کے ساتھ ایک گاؤں ہے اور وہاں مولوی فرزند علی صاحب رہتے ہیں۔ میں وہاں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پادری صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس کا نام امام دین تھا۔ پادری صاحب مولوی صاحب سے کہہ رہے تھے کہ میرے ساتھ مناظرہ کرو۔ میں خاموشی سے جا کر سلام کر کے بیٹھ گیا۔ مولوی فرزند علی صاحب پادری سے کہنے لگے کہ میں مسلمان آدمی ہوں اسلام کی باتیں تو جانتا ہوں لیکن آپ کی باتوں کا میں واقف نہیں ہوں اس لئے آپ جو باتیں کریں گے ان کا میں جواب دوں گا۔ وہ کہنے لگا نہیں آپ میرے ساتھ باقاعدہ مناظرہ کریں۔ مولوی صاحب اسے کہنے لگے کہ پھر تم اس کی مجھے مہلت دو۔ کہنے لگا اچھا تو پھر پرسوں نو بجے آپ نے ''گاندران'' آنا ہوگا۔ ''نکودر'' سے گاندران کافی دور جگہ تھی۔ مولوی صاحب کہنے لگے میں نے قادیان سے مولوی منگوانا ہے اور تم پرسوں کا وقت کہہ رہے ہو۔ میں اگر کل قادیان روانہ ہوا تو پرسوں شام تک واپس آسکتا

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs &
Diagnostics, Servicing, Tyres,
Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

ہوں۔ تم نے کس طرح پرسوں کا وقت رکھا ہے، تم دن بڑھاؤ۔ وہ کہنے لگا نہیں پھر میں نے وہاں سے چلے جانا ہے۔ اس لئے پرسوں نو بجے آنا ہوگا۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا آپ مان لیں۔ اس سے پرسوں کا ہی وقت طے کرلیں کیونکہ ٹیلیگرام پندرہ بیس منٹ تک پہنچ جائے گی اور وہاں سے صبح تک آدمی آجائے گا کوئی فکر والی بات نہیں ہے آپ اس سے طے کرلیں۔ وہ کہنے لگے کہ قادیان کوئی مولوی تیار بیٹھا ہوگا کہ ادھر ٹیلیگرام انہیں ملی اور وہ اسی وقت وہاں سے روانہ ہوجائیں۔ میں نے کہا وہاں بہت مبلغین ہیں اور فوراً وہ روانہ بھی ہوجائیں گے آپ زیادہ فکر نہ کریں۔ وہ کہنے لگے اگر پرسوں تک کوئی نہ پہنچا تو میں جھوٹا ٹھہروں گا۔ میں نے کہا اور اگر آ گیا تو۔ وہ کہنے لگا کہ پھر تو مناظرہ ہوجائے گا۔ کہنے لگا ٹھیک ہے۔ پادری ان سے تحریر لے کر اور اپنی دے کر رخصت ہوگیا۔

پھر میں نے ان سے کہا کہ باباجی! آپ کو کوئی مبلغ قادیان سے منگوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مَیں انشاء اللہ خود ہی ان سے نمٹ لوں گا۔ وہ پوچھنے لگے آپ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اور کیا کام ہے۔ میں نے کہا کہ میں سلسلہ کا مبلغ ہوں اور میں ''نکودر'' سے مولوی عبداللہ کے پاس سے ہوکر آرہا ہوں۔ انہوں نے آپ کا ایڈریس دیا تھا اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں اور یہاں جب میں نے آپ کو پادری سے بحث کرتے دیکھا تو میں نے یہ رائے دی کہ آپ منظور کرلیں اب میں جانوں یا پادری جانے آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ وقت پر پہنچ جانا۔ رات گزاری شام سے پہلے ایک تقریر بھی کی۔ صبح اٹھ کر میں ''نکودر'' مولوی عبداللہ کے پاس پہنچا اور انہیں کہا کہ 1916ء کا جو بائبل کا ایڈیشن ہے وہ اگر آپ مہیا کردیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ کل نو بجے ''گاندران'' میں پادری سے مناظرہ ہے۔ وہ کہنے لگے میں کوشش کرتا ہوں کہ وہ مل جائے۔ وہ مشن میں گئے اور ان سے کہا کہ ہمیں بھی بائبل سے پیار ہے۔ لہٰذا ہمیں 1916ء کی چھپی ہوئی بائبل چاہئے۔ وہ کہنے لگا کہ بائبل تو نہیں ہے یہ عہدنامہ ہے جو 1916ء میں چھپا تھا۔ کہنے لگے یہی دے دیں۔ وہ میرے پاس لے آئے اور مجھے یہی چاہئے تھا۔ رات مولوی صاحب کے پاس رہا اور سارے حوالے نکال کر نشانیاں رکھ دیں۔ صبح میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی گاڑی تو نو بجے جانی ہے اور میں نے صبح نو بجے وہاں پہنچنا ہے اس طرح گاڑی پر جانے سے وقت پر نہیں پہنچ سکوں گا۔ لہٰذا پیدل روانہ ہوگیا اور اس گاؤں میں ان کے ڈیرے پر پہنچا۔ وہاں وہ پادری موجود نہیں تھا وہ کہیں کھانا کھانے گیا ہوا تھا۔ میں نے ڈیرے والوں سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ یہاں پر آپ کا کوئی مناظرہ ہے۔ وہ کہنے لگے جی ہاں۔ میں نے کہا مجھے بھی بڑا شوق ہے کہ میں بھی سنوں اور میں بھی آ گیا ہوں۔ انہوں نے چارپائی بچھا کر اس پر دری وتکیہ وغیرہ رکھ دیا۔ میں اس پر بیٹھ گیا۔ باباجی بھی نو بجے کی گاڑی سے پہنچ گئے لیکن انہیں بخار ہوگیا تھا میں نے اس چارپائی پر باباجی کو لٹا دیا۔ اتنے میں پادری آ گیا اور باباجی سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ آپ کا مناظر آ گیا ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے تو بخار ہوگیا ہے اس لیے (میرے بارے میں کہا) کہ یہی آپ سے بات چیت کریں گے۔ وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ بندہ تو اس دن بھی موجود تھا جس دن مناظرہ طے کیا تھا۔ پادری کا نام امام دین تھا اور حافظ قرآن بھی تھا۔ چار پانچ ایسے پادریوں سے میرے مناظرے ہوئے ہیں ان میں سے دو حافظ قرآن تھے۔ دوسرے کا نام حافظ قائم دین تھا۔ مناظرہ کے بارہ میں انہوں نے بہت اعلان کرائے ہوئے تھے۔ بہت بڑا گاؤں تھا اور ادھر ہی ان کا گرجا بھی تھا اور ادھر ہی مناظرہ بھی ہونا تھا۔ چنانچہ ہندو، سکھ اور غیراحمدی سب اکٹھے ہو گئے اور مولوی عبداللہ صاحب بھی آ گئے۔ پادری کہنے لگا کہ آپ کیا مناظرہ کریں گے۔ میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے۔ فوراً مذاق کے رنگ میں بولا کہ بڑا آیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ حافظ قرآن ہیں۔ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا قرآن کریم نے آپ کو عیسائی ہونے والی کونسی آیت بتائی ہے کہ اب حضرت محمدؐ کی ضرورت نہیں رہی اور آپ پھر پچھلے زمانہ میں جائیں۔ اور خدا کے بندے ایک ہانپتا ہوا بندہ بھی آگے کو جاتا ہے تم پیچھے کو گئے ہو بڑے افسوس کی بات ہے۔ اتنے بڑے نبی کو چھوڑ کر جس کے متعلق مسیح علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں ان کے جوتوں کا تسمہ بھی کھولنے کے قابل نہیں اور تم اس کی طرف ہو گئے جو تسمہ بھی کھولنے کے قابل نہیں تھے۔ مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں بسکٹ اور ڈبل روٹیاں کھینچ کر لے گئی ہیں۔ یہاں تو نماز تراویح تمہیں سال بعد پڑھانی پڑھتی تھیں تو کچھ ملتا تھا۔ یہاں پر ہر وقت ملتا رہتا ہے۔ کہنے لگا یہ آپ ذاتیات کی باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ نے خود ہی کہا ہے کہ میں حافظ قرآن ہوں۔ تو ذاتیات تو آپ نے خود پیش کی ہے۔ میں اس پر جرح کرنے کا حق رکھتا ہوں۔ اب اس طرح کریں کہ یہ جو انجیل ہے کیا یہ ساری دنیا کے لئے ہے۔ کہنے لگا ہاں یہ ساری دنیا کے لئے ہے؟ میں نے کہا اس میں سے ایک ہی ایسی آیت اس بارے میں نکال دو۔ مسیحؑ تو کہتے ہیں کہ میں تو بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو جمع کرنے کے لئے آیا ہوں اور قرآن تو کہتا ہے جسے تم نے کسی زمانہ میں حفظ کیا تھا کہ (رَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ) وہ تو صرف بنی اسرائیل کے لئے رسول تھے اور وہ خود بھی یہی کہتے ہیں کہ میں بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑیں اکٹھا کرنے آیا ہوں۔ انجیل بھی یہی کہتی ہے اور قرآن پاک بھی یہی کہتا ہے تو آپ نے ساری دنیا کا لفظ انجیل سے کہاں سے نکالا ہے۔ کہنے لگا کہ یہ مسیح کی تعلیم بتاتی ہے اسی لئے وہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے کہا ساری دنیا میں پھیلنے کی یہ دلیل نہیں ہے۔ ساری دنیا نے تو اسے نہیں مانا۔ صرف عیسائیوں نے اسے مانا ہے۔ اور عیسائیوں نے بھی یہی مانا ہے کہ یہ مسیح ہے اور انجیل سے تو وہ واقف ہی نہیں ہیں صرف یہ پیدائشی عیسائی ہیں۔ امریکہ، برطانیہ اور دوسرے ملکوں میں یہ صرف عیسائی کہلاتے ہیں مگر یہ لوگ مذہبی نہیں ہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ کیا ساری دنیا اتنی ہی ہے۔ ہندوستان اتنا بڑا ملک ہے جہاں اتنی زیادہ آبادی ہے وہ تو انہیں نہیں مانتی۔ میں نے اسے کہا کہ مجھے صرف یہ بتائیں کہ عیسائی مذہب میں کیا خوبی ہے جو اسلام چھوڑ کر آپ کو اس مذہب میں جانا پڑا تا کہ میں بھی اس پر غور کرسکوں۔ کہنے لگا اس نے بڑی نرمی کی تعلیم دی ہے کوئی اگر ایک ''گال'' پر طمانچہ مارے تو دوسری گال آگے کردو۔ میں نے کہا یہ تو کسی کام کی تعلیم نہیں ہے۔ ایک عیسائی جج بیٹھا ہو اور اس کے سامنے ایک چور کا معاملہ پیش ہو اور وہ چور آگے بڑھ کر جج کے منہ پر طمانچہ ماردے تو کیا جج دوسرا گال اس کے آگے کردے گا یا اسے جیل میں بھجوا دے گا۔ کیا اس تعلیم پر عمل ہوسکتا ہے؟ اس کا جواب دو۔ اور اگر اس پر عمل ممکن نہیں تو وہ حکم کیسا ہوا جس بات پر عمل نہ ہوسکتا ہو۔ وہ حکم نہیں ہوسکتا۔ قرآن کہتا ہے کہ میری وہ تعلیم ہے جس پر ہر کوئی عمل کرسکتا ہے۔ کہنے لگا مسیحؑ تو گناہوں کا کفّارہ ہے وہ تو جان دے گیا ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا کفّارہ ہوگیا۔ کہنے لگا ضرور۔ میں نے کہا کس طرح پتہ چلا۔ میں نے کہا انجیل جو یہ کہتی ہے کہ آدم نے گناہ کیا اور اسے سزا ملی کہ تو پسینے کی کمائی سے روٹی کما کر کھائے گا۔ حوّا نے گناہ کیا اسے سزا ملی کہ تو دردزہ سے بچہ جنے گی۔ ان دونوں کو یہ سزائیں ملی تھیں۔ اب جو مسیحؑ گناہوں کا کفارہ ہوگیا اور یہ جو عورتیں مکانوں کی چھتوں پر بیٹھ کر باتیں سن رہی ہیں ان سے پوچھو کہ اب تو مسیحؑ کو 2000 سال ہوگئے ہیں آیا تمہارا ابھی کفارہ ہوگیا ہے تو کیا تمہیں بچہ پیدا کرنے سے پہلے دردزہ نہیں ہوتی۔ یہ اپنے بچوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر بتائیں۔ اگر تو ہوتی ہے تو پھر تو گناہ قائم ہے پھر کفّارہ کس چیز کا ہوا۔ اور وہ جو صبح سویرے اٹھ کر سارے بازار میں جھاڑو دیتے ہیں اور محنت اور تکلیف سے پسینہ سے بھرے ہوتے ہیں کیا ان کا بھی کفّارہ ہوا ہے کہ نہیں۔ ہمیں جو عیسائی یہاں نظر آتے ہیں کوئی جھاڑو دے رہا ہے تو کوئی راجپوتوں یا جٹوں کی زمینوں پر ہل چلا رہے ہیں اور کوئی گندگی اٹھانے پر لگے ہوئے ہیں۔ اب تم مہربانی سے بتاؤ کہ انہیں پسینہ آتا ہے کہ نہیں۔ یہ باتیں سن کر اس پادری کو بھی پسینہ آرہا تھا کیونکہ گرمی کے دن تھے۔ میں نے کہا اپنا پسینہ بھی صاف کرلو۔ چنانچہ پتہ چلا کہ گناہ قائم ہے۔ ان باتوں کا اس پر اور سارے مجمع پر بہت اثر ہوا۔ عورتوں کی طرف دیکھنے لگا کیونکہ دردزہ تو ہوتی ہے۔ اب پتہ چلا کہ مسیح کفارہ نہیں ہوا۔ قرآن کہتا ہے (وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی) کہ کوئی بھی ایک دوسرے کا گناہ نہیں اٹھا سکتا، کسی قسم کا کوئی بوجھ ایسا نہیں اٹھا سکتا قرآن کی بات سچی ہے۔ دیکھ لو یہ بھی گنہگار موجود ہیں اور تم بھی گنہگار موجود ہو۔ مسیحؑ کا کفارہ کوئی نہیں ہوا۔ کہنے لگا بات یہ ہے کہ جس پادری نے آپ کے ساتھ مناظرہ کرنا تھا وہ نہیں آیا۔ میں نے کہا تو پھر آپ نے کیوں شروع کیا۔ تم مجھے آتے ہی کہہ دیتے کہ ہمارا پادری نہیں آیا۔ کہنے لگا کہ آپ نے پھر جرمانہ مانگ لینا تھا۔ میں نے کہا اگر اب آپ مناظرہ نہیں کرتے تو میرا تو جرمانہ آپ پر قائم ہوگیا۔ خیر وہاں شور پڑ گیا۔ نعرہ تکبیر بلند ہونے لگا۔ مسلمان سب نعرے لگانے لگے وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہوگیا۔ کہنے لگا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ ہم پر حملہ نہ ہوجائے اس لئے ہمیں معافی دو۔ خیر اس طرح مناظرہ ختم ہوگیا اور مسلمان مجھے ساتھ لے گئے اور کہنے لگے ہمیں گفتگو سن کر مزہ آ گیا ہے۔ یہ بھی بڑا اچھلتا تھا مگر آج پتہ نہیں اسے کیا ہوا تھا۔ آپ نے کیا پڑھ کر اس پر پھونک ماری تھی۔ انہوں نے مجھے اپنے پاس دو دن رکھا۔ سب غیراحمدی احباب تھے اور دو تین میری تقریریں بھی کروائیں اور بڑے پیار سے میری باتیں سنتے رہے۔ میں نے احمدیت کی تعلیم بھی انہیں سنائی اور کہا کہ آپ کو ان بیرونی خطرات سے بچنے کے لئے احمدیت میں داخل ہونا پڑے گا۔ یہ تمہارے میاں جی ان جیسے لوگوں کے ساتھ مقابلہ نہیں کرسکتے۔ پادری بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ آسمان پر ہیں اور یہ بھی ایسا ہی مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جو زندہ نبی ہے اسے مانیں اور جو وفات یافتہ ہے جس کی قبر مدینہ میں ہے اسے مان کر کیا کریں گے۔ آپ بتائیں کہ ان کے پاس عیسائیوں کے خلاف کیا جواب ہے۔ یہ ہرگز جواب نہیں دے سکتے۔ خدا کے فضل سے ان مسلمانوں نے میری اس تبلیغ سے بہت اچھا اثر لیا اور دو دن تک مجھے وہاں سے جانے نہ دیا۔

انصار مدینہ کی یادیں تازہ ہوگئیں

(منصور احمد زاہد۔ مبلغ سلسلہ ساؤتھ افریقہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں رہنے والے ابتدائی مسلمانوں نے جو اعلیٰ سلوک اپنے مکّہ سے آنے والے مہاجر بھائیوں کے ساتھ کئے وہ تو زبان زدعام ہیں اور اسلام کی ابتدائی تاریخ خصوصاً اخوّت اسلامی کا ایک سنہری باب ہے۔ سردست اس کی ایک ہلکی سی جھلک گھانا کے احمدی احباب کی دکھانا مقصود ہے جو اُن کی طرف سے شام اور پاکستان سے آئے ہوئے مہاجرین کے ساتھ سلوک کی ہے۔

جب شام میں خانہ جنگی کے حالات بدتر ہوتے چلے گئے اور عمومی زندگی کو خطرات لاحق ہوئے تو وہاں چند احمدی فیملیوں نے ہجرت کا فیصلہ کیا اور مرکز کی طرف سے اُنہیں گھانا جانے کا کہا گیا۔ خاکسار اُن دنوں گھانا کے ایک شہر ٹیچی مان میں بطور ریجنل مبلغ مقرر تھا چنانچہ اُن کی آمد سے قبل رہائش وغیرہ کے لئے مشورہ ہوا جس میں بستان احمد میں جماعت کی دو منزلہ عمارت کو تیار کیا گیا۔ خاکسار جن دنوں اکرہ میں قیام پذیر تھا اور جماعت کے پرنٹنگ پریس کا مینیجر تھا کو بھی بستان احمد کی اسی بلڈنگ کے ایک حصّہ کو مکمل کروانے اور پھر چار سال سے زائد رہائش کا موقع ملا تھا۔ چونکہ یہ بلڈنگ ناکافی تھی اس لئے اکرہ سے قریبی شہر Kasoa میں مکرم عبدالوہاب صاحب (امیر) مرحوم کی صاحبزادی مکرمہ امۃ الشکور صاحبہ نے بھی نَوتعمیر شدہ گھر پیش کردیئے چنانچہ شام سے آئے ہوئے گھرانے ان دو جگہوں پر آباد کردیئے گئے۔

غانا کے احمدیوں نے اس کے علاوہ حتی الوسع ان آنے والے بھائیوں کی ہر ضرورت کا خیال رکھا۔ کھانے پینے کے لئے خشک راشن بھی مہیا کیا۔

پاکستان سے بھی دو گھرانے بوجوہ وہاں کے نازک معاملات کے مہاجر ہوکر آئے۔ ایک فیملی کو الحاج ابراہیم بُونسو صاحب نے اپنے ایک عالیشان گھر کا ایک حصّہ دیا جسے خاکسار نے خود بھی دیکھا ہے۔ ایک اور فیملی کو کماسی کے ایک علاقہ میں ایک مقامی احمدی کی طرف سے بطور عطیہ دیئے گئے گھر میں رکھا گیا۔ ان پاکستانی گھرانوں کی بھی مقامی احمدیوں نے حتّی الوسع مدد کی۔ کئی مخیرّ حضرات ہر ماہ خشک راشن اور دیگر سہولیات مہیا کرتے رہے۔ کئی مالی امداد بھی کرتے رہے۔

خاکسار نے جب ٹیچی مان کی جماعت سے ذکر کیا تو اُن میں سے بھی کئی احباب آگے آئے اور انہوں نے خشک راشن اور مال سے مدد کی جس کا مزید ضروری کھانے پینے کا سامان خرید کر ان مہاجرین کو پہنچایا گیا۔

ان تمام گھرانوں کے بچوں کے سکول کا بھی جماعت کی طرف سے انتظام کیا گیا۔ ان تمام مہاجرین کے ساتھ گھانا کے احمدی احباب نے جو سلوک کیا اُس نے اوّلین کے دَور کی یاد تازہ کردی اور حضرت مسیح موعودؑ کے فرمان ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کا ایک اور خوبصورت پہلو اُبھر کر سامنے آیا۔ ہرچند کہ گھانا کے احمدیوں نے احمدیت صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ حاصل کی جس پر ایک صدی گزرنے کو ہے مگر جو رنگ انہوں نے اُس وقت حاصل کئے آج بھی اُن کی نسلوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آمین

بقیہ درس القرآن از صفحہ 20

گواہ ہے ایسا ہی ہوا۔

اسی طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعویٰ سے پہلے بھی 1883ء میں یہ الہام ہوا۔ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ اور پھر 1893ء میں دوبارہ یہ الہام ہوا۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 609 حاشیہ، تحفہ بغداد، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 27-28) تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی تسلی دی کہ آپ کے دشمن بھی اپنی دولت اپنی طاقت اپنی کثرت کے باوجود ختم ہوجائیں گے اور اپنی آگ میں جل جائیں گے۔ بھسم ہوجائیں گے۔ اور یہ جو آپ کے دشمن اسلام تھے یہ بیرونی بھی ہیں اور اندرونی بھی۔ کھل کے دشمنی کرنے والے بھی ہیں جو اسلام سے دشمنی کرنے والے ہیں اور آپ پر تکفیر کے فتوے لگانے والے بھی ہیں۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ اللہ فرماتا ہے کہ دشمنوں کی تمام کوششیں اور اسلام کو تباہ کرنے کے حیلے جب بھی ہوں گے تباہی کا منہ دیکھیں گے۔ بلکہ ایک حقیقی رنگ میں جلیں گے بھی۔ ایک تو ان کا جلنا حقیقی رنگ میں آگ میں جلنا ہوگا۔ جب بھی اسلام کی ترقی دیکھیں گے ایک غصے کی آگ میں جلیں گے۔ اسی طرح احمدیت کے مخالف جو ہیں وہ بھی اپنی آگ میں جل رہے ہیں۔ حسد کی آگ میں جل رہے ہیں۔ غصے کی آگ میں جل رہے ہیں۔ بہرحال دنیا میں بھی ان کی تباہی ہے اور قیامت کے دن بھی ایسے مخالفین کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ مقدر کی ہوئی ہے جو دین کے مخالف ہیں، جو نبیوں کا انکار کرنے والے اور ظلم کرنے والے ہیں۔

پھر وَامۡرَاَتُهٗ۔ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ۔ یہ لوگ جو اسلام پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں اور کسی نہ کسی صورت میں مصروف ہیں کہ اسلام کی طاقت کو توڑ دیں۔ آج یہ کامیاب ہوئے بھی تو یہ ان کی ایک عارضی کامیابی ہوگی۔ کبھی مستقل کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آج کل دنیا میں دو اڑھائی سال سے عرب سپرنگ (Arab Spring) کی ایک ٹرم شروع ہوئی ہوئی ہے۔ یہ عرب سپرنگ جو ہے یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے کہ عرب کے کسی ایک ملک میں ایک فتنہ پیدا ہوا۔ حکومت کے خلاف رعایا کھڑی ہوئی اور آپس میں یہ مار دھاڑ شروع ہوئی۔ پھر دوسرے ملک میں، پھر تیسرے میں۔ یہ دیکھا دیکھی نہیں ہے بلکہ ایک plan کے تحت بڑے طریقے سے لگتا ہے یہ کیا گیا ہے۔ اسلامی ممالک کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کی ان لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ایسی ہی یا اس جیسی اور بھی جو کوششیں ہیں یہ کرتے رہیں گے لیکن کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہتھیار بھی یہ لوگ خود بناتے ہیں۔ خود بیچتے ہیں۔ خود انہی قوموں کو، حکومت کو بھی دیتے ہیں۔ اور مخالفین کو بھی پھر لڑواتے ہیں تا کہ طاقت کمزور ہو۔ ایک وقت تھا جب کہا جاتا تھا کہ عراق کی اتنی ترقی ہوگئی ہے کہ یورپ کے ملکوں کے برابر ہے۔ لبنان کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ یہ تو فرانس کی طرح ہے۔ پیرس کہلاتا تھا۔ اسی طرح اور ملک ہیں۔ گو دنیاوی ترقی کی وجہ سے ان مسلمانوں نے بھی مار کھائی۔ لیکن دنیا داروں کو ان کی یہ دنیاوی ترقی بھی پسند نہیں آئی اور اسی لئے سب کچھ کیا گیا اور اب ہر ملک کو لڑایا جا رہا ہے۔ ایک بڑی سوچی سمجھی سکیم کے تحت لڑایا جا رہا ہے اور بدقسمتی سے بعض تیل کی دولت والے جو ممالک ہیں وہ بھی ان کی مدد کر رہے ہیں۔ کھجور کی رسّی کا بٹا ہوا جو رسّہ ہے وہ ان کی طرف ہی اشارہ کرتا ہے۔

اسی طرح یہ جو تیل کی دولت ہے یہ جماعت کے خلاف بھی آگیں لگوانے میں استعمال ہو رہی ہے۔ اب اس کی مثال ہم نے دو دن پہلے ہی دیکھی۔ یہ نام نہاد مُلّاں یا مذہبی لوگ جنہوں نے اسلام کا غلط تصور لوگوں میں پیدا کر دیا ہے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کیا اور لوگوں کو بھڑکایا۔ یہ اپنے زور سے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ کسی زمانے میں پاکستان میں مولوی کو تو ایک عام سا آدمی سمجھا جاتا تھا اور جو گاؤں کا زمیندار تھا وہ اس کو تنخواہ دیا کرتا تھا۔ آج مولوی حکومت کر رہا ہے۔ اس لئے کہ یہ تیل کی دولت والے ملک جو ہیں انہوں نے ان کو خرید کر اس کام پر ابھارا ہوا ہے، اکسایا ہوا ہے کہ آگیں لگاؤ اور اکثر یہی کہا جاتا ہے اور اب تو یہ کھلی بات ہے کہ کویت اور سعودی عرب سے ان کی مدد کی جا رہی ہے تا کہ احمدیوں پر ظلم کرو۔ لیکن خدائی تقدیر یہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ بھی فرمایا کہ آخرکار یہ لوگ اپنی آگ میں جل جائیں گے۔ ان کی حسرتیں ان کے دلوں میں رہ جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت، وہ حقیقی اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے وہی ترقی کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک تفسیر میں غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ (الفاتحۃ:07) کے معنی بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ: ’’انہی کی طرف قرآن شریف کی آخری چار سورتوں میں اشارہ ہے جیسا کہ سورۃ تبّت کی پہلی آیت یعنی تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ اس موذی کی طرف اشارہ کرتی ہے جو مظہر جمال احمدی یعنی احمد مہدی کا مکفّر اور مکذب اور مہین ہوگا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 215-214)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکفیر کرنے والے، آپ کی تکذیب کرنے والے، آپ کی اہانت کرنے والے ہوں گے اور آپ خود دیکھ لیں کہ آجکل کفر کے فتوے لگ رہے ہیں۔ اسی زمرہ میں آجکل کے علماء بھی آتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ ’’غرض آیت تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ یہ قرآن شریف کے آخری سپارے میں چار آخری سورتوں میں پہلی سورت ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موذی دشمنوں پر دلالت کرتی ہے ایسا ہی بطور اشارۃ النص اسلام کے مسیح موعود کے ایذا دہندہ دشمنوں پر اس کی دلالت ہے۔‘‘

جو دشمن حضرت مسیح موعود کو ایذا دینے والے ہیں۔ تکلیفیں پہنچانے والے ہیں ان پر بھی یہ ثابت ہوتی ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا اس وقت مسیح موعود کے ایذا دہندہ، تکلیفیں پہنچانے والے وہ تمام علماء بھی ہیں جو جماعت کے خلاف آگ بھڑکا رہے ہیں۔ حکومتیں سیاسی مقاصد کے لئے ان کے پیچھے ہیں اور اب یہ گوجرانوالہ میں مثلاً جو واقعہ ہوا یا اس سے پہلے مختلف وقتوں میں واقعات ہوتے رہے ہیں۔ گوجرانوالہ میں 1974ء میں بھی بڑے ظلم ہوئے تھے اور سب سے زیادہ شہادتیں وہیں ہوئی تھیں۔ جب سب کچھ جل گیا تو پھر وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی ہوش آئی۔ انہوں نے فوج اور نفری اور پولیس بھیجی بلکہ اس سے پہلے جو مقامی پولیس تھی اس کی نگرانی میں ہی یہ سب کچھ ہوتا رہا۔ تو بہرحال حکومت کے سیاسی مقاصد ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مُلّاں کی کوئی سٹریٹ ویلیو (Street Value) ہے۔ اس کے پاس ایک منبر ہے جس کی وجہ سے لوگوں کو بھڑکا سکتا ہے۔ اس سیاسی مقصد کے لئے ان کے پیچھے حکومتیں ہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اس وقت اسلامی بادشاہت جن کی تیل کی آمد ہے وہ بھی ان آگیں لگانے والوں کو اپنی آمد دے رہی ہیں۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اس کی مثال بتانے کے بعد کہ یہ ایذاء دہندہ دشمنوں پر دلالت کرتا ہے فرمایا کہ ’’مثلاً آیت هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (التوبۃ:33)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے اور پھر یہی آیت مسیح موعود کے حق میں بھی ہے۔ جیسا کہ تمام مفسر اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ پس یہ بات کوئی غیر معمولی امر نہیں ہے کہ ایک آیت کا مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوں اور پھر مسیح موعود بھی اسی آیت کا مصداق ہوں۔ بلکہ قرآن شریف جو ذوالوجوہ ہے اس کا محاورہ اسی طرز پر واقع ہوگیا ہے۔ (یعنی مختلف معنی رکھتا ہے۔ تفسیریں کی جاسکتی ہیں۔) اس کا یہ طریق ہے کہ ایک آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد اور مصداق ہوتے ہیں اور اسی آیت کا مصداق مسیح موعود بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ آیت هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی سے ظاہر ہے‘‘۔ اور فرمایا کہ ’’رسول سے مراد اس جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں اور مسیح بھی مراد ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ آیت تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ جو قرآن شریف کے آخر میں ہے آیت مَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ کی ایک شرح ہے جو قرآن شریف کے اول میں ہے کیونکہ قرآن شریف کے بعض حصے بعض کی تشریح ہیں۔‘‘

پھر اس کے بعد جو سورۃ فاتحہ میں وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ہے اس کے مقابل پر اس کی تشریح میں سورۃ تبت کے بعد سورۃ اخلاص ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ’’سورۃ فاتحہ میں تین دعائیں سکھلائی گئی ہیں۔ ایک یہ دعا کہ خدا تعالیٰ اس جماعت میں داخل رکھے جو صحابہ کی جماعت ہے۔ پھر اس کے بعد اس جماعت میں داخل رکھے جو مسیح موعود کی جماعت ہے جن کی نسبت قرآن شریف فرماتا ہے وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ (الجمعۃ:04) غرض اسلام میں یہی دو جماعتیں مُنۡعَمۡ عَلَیۡهِمۡ کی جماعتیں ہیں اور انہی کی طرف اشارہ ہے آیت صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ میں۔ پس اس منعم علیہ گروہ سے اگر باہر نکلیں گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کو سہیڑنے والے ہوں گے۔ اب دیکھ لیں کہ آپس میں کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ یہی نہیں کہ احمدیوں کو مارا جا رہا ہے یا آگیں لگائی جا رہی ہیں۔ آپس میں بھی ہر فرقہ ایک دوسرے کو مار رہا ہے۔ احمدی تو ظلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتے ہیں اور جیسا کہ میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں بھی ذکر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ابتلاء میں ڈالتا ہے لیکن اس ابتلاء کے بعد احمدیوں سے انعامات کا بھی وعدہ ہے لیکن دوسرے لوگ جو ابتلاء میں پڑتے ہیں ان کے ساتھ انعامات نہیں۔

پھر فرمایا کہ یہی دو جماعتیں مُنۡعَمۡ علیہم کی جماعتیں ہیں اور انہی کی طرف اشارہ ہے آیت صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ میں کیونکہ تمام قرآن کریم پڑھ کر دیکھو۔ جماعتیں دو ہی ہیں۔ ایک صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت۔ دوسری وَاٰخرین منہم کی جماعت جو صحابہ کے رنگ میں ہے اور وہ مسیح موعود کی جماعت ہے۔ پس جب تم نماز میں اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ (الفاتحۃ:06-07) پڑھو یا ویسے دعا پڑھ رہے ہو۔ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عام دعوت ہے کہ یہ دعا پڑھو اور نیک نیتی سے پڑھو۔ خدا تعالیٰ سے یہ راہ طلب کرو تو اللہ تعالیٰ اس راستے پر ڈالے گا۔ اور بے انتہا خط عرب لوگ بھی لکھتے ہیں۔ ان کے بہت سارے خطوط آتے ہیں۔ افریقہ سے بھی مسلمانوں میں سے بہت سارے خطوط آتے ہیں کہ ہم نے دعا کا تجربہ کر کے دیکھا، پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری صحیح رہنمائی کی اور ہمیں احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فرمایا کہ یہ دعا پڑھو کہ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ تو دل میں یہی ملحوظ رکھو کہ میں صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت کی راہ طلب کرتا ہوں۔ فرمایا یہ تو سورۃ فاتحہ کی پہلی دعا ہے۔ دوسری دعا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡهِمۡ ہے جس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود کو دکھ دیں گے اور اس دعا کے مقابل پر قرآن شریف کے اخیر میں سورۃ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ ہے۔‘‘

تیسری دعا وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ہے۔ اس کے مقابل پر قرآن کے آخر میں سورۃ اخلاص ہے۔ یعنی قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ۔ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ۔ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ (الاخلاص 2 تا 5)۔ اور اس کے بعد دو اور سورتیں ہیں یعنی سورۃ فلق اور سورۃ الناس۔ فرمایا کہ یہ دونوں سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس۔ سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص کے لئے بطور شرح کے ہیں۔ ان میں اس کی تشریح اور تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اور ان دونوں سورتوں میں یعنی آخری دونوں سورتوں میں اس تاریک زمانے سے خدا کی پناہ مانگی گئی ہے جبکہ لوگ خدا کے مسیح کو دکھ دیں گے اور جبکہ عیسائیت کی ضلالت تمام دنیا پر پھیلے گی۔ پس سورۃ فاتحہ میں ان تین دعاؤں کی تعلیم بطور براعت الاستہلال ہے یعنی ایک روشن کرنے والی ایسی نئی چیز بیان کی گئی ہے یعنی وہ اہم مقصد جو قرآن میں مفصل بیان کیا گیا ہے مختصر طور پر اس روشنی کی طرف اس سورۃ میں اشارہ کر دیا گیا۔ اور قرآن کریم میں اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ فرمایا کہ سورۃ فاتحہ میں بطور اجمال اس کا افتتاح کیا ہے اور پھر سورۃ تبت اور سورۃ اخلاص اور سورۃ الفلق اور سورۃ الناس میں ختم قرآن کے وقت میں انہی دونوں بلاؤں سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے۔

پس افتتاح کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں سے ہوا اور پھر اختتام کتاب اللہ بھی انہی دونوں دعاؤں پر کیا گیا۔

پھر فرماتے ہیں کہ یاد رہے ان دونوں فتنوں کا قرآن شریف میں مفصل بیان ہے اور سورۃ فاتحہ اور آخری سورتوں میں اجمالاً ذکر ہے۔ مثلاً سورۃ فاتحہ میں وَلَا الضَّآلِّیۡنَ میں صرف دو لفظ میں سمجھایا گیا ہے کہ عیسائیت کے فتنے سے بچنے کے لئے دعا مانگتے رہو جس سے سمجھا جاتا ہے کوئی فتنہ عظیم الشان درپیش ہے جس کے لئے اہتمام کیا گیا ہے۔ نماز کے پنج وقت میں یہ دعا شامل کر دی گئی اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِالۡفَاتِحَۃِ۔ سے ظاہر ہوتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس جگہ ان لوگوں پر افسوس ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ حدیثوں پر عمل کرنے والے اور قرآن پر چلنے والے ہیں اور سورۃ فاتحہ پر ہمیشہ زور دیتے ہیں کہ اس کے بغیر نماز پوری نہیں ہوتی حالانکہ سورۃ فاتحہ کا مغز مسیح موعود کی تابعداری ہے جیسا کہ متن میں ثابت کیا گیا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 217 تا 219 مع حاشیہ) اس مضمون میں جہاں بیان فرما رہے ہیں اس میں بڑی تفصیل سے آپ نے ثابت فرمایا۔

پھر سورۃ اخلاص ہے اس میں جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوگیا خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا بڑا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’اس اقلّ عبارت کو جو بقدر ایک سطر بھی نہیں دیکھنا چاہئے کہ کس لطافت اور عمدگی سے ہر ایک قسم کی شراکت سے وجود حضرت باری کا منزہ ہونا بیان فرمایا ہے‘‘۔ یہ چھوٹی سی عبارت ہے اور بڑی اعلیٰ رنگ میں اس چھوٹی سی عبارت میں اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے شرک سے پاک ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ: شرکت ازروئے حصرِ عقلی چار قسم پر ہے۔ یعنی جہاں تک عقل کا تقاضا ہے عقل انحصار کرتی ہے چار قسموں کے اندر شرکت ہوسکتی ہے یا عدد میں فرمایا کبھی شرکت عدد میں ہوتی ہے۔ تعداد کے لحاظ سے شرکت ہوتی ہے۔ ایک دو تین چار۔ کبھی مرتبے میں شرکت ہوتی ہے۔ کسی کا سٹیٹس ہے مقام ہے، اس میں شرکت ہے کہ فلاں بھی اس مقام کا آدمی ہے۔ کبھی نسب میں۔ رنگ و نسب۔ خاندانی لحاظ سے ہوتا ہے کہ ہم بھی اتنے بڑے خاندان کے فلاں۔ کبھی فعل میں اور تاثیر میں۔ کام کیا اور اس کام کے اثرات کیا ہیں اس میں شرکت ہوتی ہے۔ گو بہت سارے لوگ ایک ہی طرح کے کام کرتے ہیں اور ایک ہی طرح کے اثرات بھی اس میں پیدا ہوتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں دنیا والے ایک چیز بناتے ہیں اس کے مقابل پر دوسری چیز بن جاتی ہے۔ کاریں بنانے والے ہیں ایک کار بنانے والی کمپنی ایک چیز بناتی ہے۔ اس کے مقابلے پر دوسری وہی اس میں سہولیات مہیا کر کے وہ چیز بنا دیتی ہے۔ اس طرح مقابلہ چلتا رہتا ہے۔ تو بہرحال شرکت ہے جہاں مقابلہ ہو رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کو اس صورت میں ان چاروں قسم کی شراکت سے خدا کا پاک ہونا بیان فرمایا اور کھول کر بتلایا کہ وہ اپنے عدد میں ایک ہے۔ دو یا تین نہیں۔ وہ ایک خدا ہے احد ہے دو تین نہیں ہوسکتا۔ وہ صمد ہے یعنی اپنے مرتبہ وجوب اور محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے۔ اس کا جو مقام ہے ضرورت کا اور اس کا اور جو مقام ہے اس سے چیزوں کا مطالبہ یا تقاضا کرنے کا یا جس مقام تک کوئی انسان سوچ سکتا ہے اس میں وہ ایک ہے۔ محتاج الیہ ہونے میں منفرد اور یگانہ ہے۔ وہ ایسی ہستی ہے جس کی احتیاج کی ہر وقت ضرورت ہے۔ ہر انسان اس کا محتاج ہے۔ پس وہ منفرد ہے، ایک ہے کیونکہ اس جیسا کوئی اَور ہو ہی نہیں سکتا جو احتیاج پوری کر سکے۔ دنیاوی احتیاجیں جو ہیں جیسا کہ ایک خطبہ میں مَیں نے گزشتہ دنوں بیان کیا تھا وہ سب اس پر ہی منحصر ہیں۔ ایک مریض ڈاکٹر سے علاج کرا رہا ہے۔ بیشک ڈاکٹر علاج کر رہا ہے، دوائیاں دے رہا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تو اس کو شفا نہیں ہوسکتی۔ انسان کی جیب میں رقم ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری احتیاج اس رقم سے پوری ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس رقم سے وہ چیز ملے۔ مریض بازار جاتا ہے۔ راستے میں ہارٹ اٹیک ہوتا ہے اور وہ فوت ہو جاتا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اس کا فضل ہو تو سب اسباب کے ساتھ احتیاج پوری ہوسکتی ہے۔ اور پھر فرمایا اور بجز اس کے تمام چیزیں ممکن الوجود ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا وجود پیدا نہیں ہوسکتا۔ جو ازل سے ہے ابد تک رہے گا۔ اس کی کوئی مثال نہیں اور باقی سب چیزیں بن سکتی ہیں، پیدا ہوسکتی ہیں، دیکھی جاسکتی ہیں اور دوسری تمام چیزیں ہالک الذات ہیں۔ یعنی اپنی ذات میں ہلاک ہونے والی ہیں۔ انسان پیدا ہوتا ہے آخر میں مر جائے گا۔ کوئی چیز آپ بناتے ہیں ہمیشہ کے لئے نہیں ہے۔ آخر میں ختم ہو جاتی ہے اور اسی لئے کمپنیاں جو چیز بناتی ہیں بہت بڑی مشہور کمپنیاں بھی جو کہتی ہیں کہ ہماری چیزیں دیرپا ہیں کبھی مستقل ضمانت نہیں دیتیں اور اس کی بھی گارنٹی دو تین سال سے زیادہ نہیں دیتیں۔ فرمایا کہ وہ باقی چیزیں ہالک الذات ہیں جو اس کی طرف ہر دم محتاج ہیں۔ اس کا فضل نہ ہو تو کچھ نہیں ہوسکتا۔

پھر فرمایا وہ لَمۡ یَلِدۡ ہے یعنی اس کا کوئی بیٹا نہیں۔ تا بوجہ بیٹا ہونے کے اس کا شریک ٹھہر جائے اور وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ہے یعنی اس کا کوئی باپ نہیں تا بوجہ باپ ہونے کے اس کا کوئی شریک بن جائے۔ اور وہ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا ہے یعنی اس کے کاموں میں کوئی اس سے برابری کرنے والا نہیں تا باعتبار فعل کے اس کا کوئی شریک پاوے۔ اس کے برابر کام بھی کوئی نہیں کرسکتا۔ سو اس طور سے ظاہر فرما دیا کہ خدا تعالیٰ چاروں قسم کی شرکت سے پاک اور منزہ ہے اور وحدہٗ لاشریک ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے صَمَد ہونے کا صحیح ادراک پیدا ہو جائے اور انسان اسے صَمَد سمجھے تو کسی دوسرے کی طرف نظر ہو ہی نہیں سکتی۔ وہی ہے جو ہماری احتیاجیں پوری کرنے والا ہے جیسا کہ مَیں نے مثالیں دیں۔ (ماخوذ از براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 518)

پس اسی کی طرف اگر ہم جھکیں تو جتنی بھڑکائی ہوئی آگیں بھی ہیں وہ بھی خود ٹھنڈی ہو جائیں گی یا بھڑکانے والے خود اس میں بھسم ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت پہ۔ کبھی دوسروں پر انحصار نہیں کیا۔ افریقن ممالک میں جماعت تبلیغ کرتی ہے۔ پھر وہاں مساجد بنائی جاتی ہیں یا اور سہولتیں دی جاتی ہیں۔ پہلے کبھی خیال نہیں آتا کسی تبلیغی جماعت کو، کسی ملک کو لیکن جب جماعت وہاں پر مرکز اور سینٹر کھول لیتی ہے، مسجد بنا دیتی ہے تو اکثر علماء پیچھے پہنچ جاتے ہیں اور ان میں وہ ہیں جو سعودی عرب سے تعلیم حاصل کر کے آتے ہیں کہ ہم مسجد بنا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے وہ نومبایع جماعتیں بھی جو ہیں ان میں بڑا ایمان اور اخلاص ہے۔ وہ کہتے ہیں پہلے تو تم آئے نہیں اب جب یہ ہمیں دین سکھانے آ گئے۔ دین سکھا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حقیقت ہمارے دل میں پیدا کر دی۔ اس کی وحدانیت ہمارے دل میں پیدا کر دی تو اب تم کیا کرنے آئے ہو۔ چلے جاؤ۔ دو دن ہوئے ایک غیر از جماعت دوست بڑے پڑھے لکھے ہیں ملنے آئے تھے۔ گیمبیا میں آجکل سرکاری طور پر بڑے اعلیٰ عہدے پر ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہاں کم از کم یہ آرام ہے کہ مالکی لوگ ہیں جو شدّت پسند نہیں۔ لیکن اسی وجہ سے اب افریقن ملکوں میں بھی بعض تنظیموں نے شدّت پسندی شروع کر دی ہے اور ان کو بھی ہوا دینے والے یہ تیل کی دولت والے ملک ہیں کیونکہ انہوں نے اب وہاں سے نوجوانوں کو اکٹھا تعلیم کے لئے اور تربیت کے لئے سعودی عرب لے جانا شروع کر دیا ہے۔ اور پھر پیسے بھی دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ نوجوان جب واپس آتے ہیں تو وہی شدت پسندی کی تعلیم لے کر اور اپنے علاوہ ہر فرقے کو کافر کہہ کر اس کو قتل کرنے والے بن کر آتے ہیں۔ تو اس لحاظ سے خطرہ بہرحال وہاں بھی بڑھ رہا ہے۔

....

پھر سورۃ الفلق ہے اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’کہہ میں شریر مخلوقات کی شرارتوں سے خدا کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اور اندھیری رات سے خدا کی پناہ میں آتا ہوں۔ یعنی یہ زمانہ اپنے فسادِ عظیم کی رو سے اندھیری رات کی مانند ہے۔ سو الٰہی قوتیں اور طاقتیں اس زمانے کی تنویر کے لئے درکار ہیں۔ انسانی طاقتوں سے یہ کام انجام ہونا محال ہے۔ (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 604) یعنی الٰہی طاقتیں ہوں گی تو تبھی روشنی نظر آئے گی۔ اور یہ الٰہی طاقتیں اور قوتیں اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وابستہ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اس زمانے کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی بھی فرما دی تھی۔ پس اسلام پھیلانے کی خواہشمند قوتیں یا نام نہاد خواہشمند قوتیں کہوں گا، چاہے وہ سنجیدگی سے اٹھی ہیں یا طاقت حاصل کرنے کے لئے کوشش کر رہی ہیں وہ ناکام ہوں گی۔ اور یہ بھی ایک منصوبہ بندی ہے کہ پہلے شدت پسند گروہ بنائے گئے۔ پھر اب ایک خلافت کا شوشہ چھوڑا گیا۔ لیکن ان سب چیزوں نے ناکامی کا منہ دیکھنا ہے۔ خلافت بھی اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وجہ سے ہی قائم ہوئی ہے اور اسی نے ہی قائم رہنا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں۔ چند دن ہوئے بی بی سی کی ایک نمائندہ جو کوئی ڈاکیومنٹری بنا رہی ہیں میری پاس آئی تھیں کہ خلافت کی حقیقت کیا ہے اور جماعت احمدیہ کی خلافت کیا ہے اور یہ جو نعرے اٹھتے ہیں خلافت کے یہ کیا ہیں؟ ان کو بھی مَیں نے یہی جواب دیا تھا کہ یہ خلافت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق قائم ہوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے قائم ہوئی اور اس کی ضمانت بھی اپنی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی اور قرآن کریم بھی ہمیں اس کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے علاوہ اور جو بھی طریقہ اختیار کیا جائے گا چاہے وہ دنیاوی طاقتیں اپنا اثر و رسوخ استعمال کرنے کے لئے استعمال کریں یا بعض گروہ اپنی عارضی حکومتیں قائم کرنے کے لئے استعمال کریں اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا اور کچھ دن بعد خود ہی ختم ہو جائے گی۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

’’بعض لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا اَوروں پر بھروسہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا‘‘۔ فرمایا کہ یہ کہتے ہیں کہ ’’میرے ساتھ فلاں نے احسان کیا‘‘ نہ کیا تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔ فرماتے ہیں کہ ’’وہ نہیں جانتا کہ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ۔ میں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کی تمام پرورشیں ہیں۔ رب یعنی پرورش کنندہ وہی ہے۔ اس کے سوا کسی کا رحم اور کسی کی پرورش نہیں ہوتی۔ حتیٰ کہ جو ماں باپ بچے پر رحمت کرتے ہیں دراصل وہ بھی اسی خدا کی پرورشیں ہیں اور بادشاہ جو رعایا سے انصاف کرتا ہے اور اس کی پرورش کرتا ہے وہ سب بھی اصل میں خدا تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ ان تمام باتوں سے اللہ تعالیٰ نے یہ سکھلایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں۔ سب کی پرورشیں اسی کی ہی پرورشیں ہوتی ہیں۔‘‘ یعنی جو مادی پرورشیں ہیں، دنیاوی پرورشیں ہیں یا لوگ خیال رکھتے ہیں چاہے وہ ماں باپ ہی ہوں یا حکومتیں ہوں یہ اللہ تعالیٰ کی پرورشیں ہی ہیں۔ اس کے بغیر نہیں ہوسکتیں۔ ’’بعض لوگ بادشاہوں پر بھروسہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا اور میرا فلاں کام بادشاہ نے کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھو ایسا کہنے والے کافر ہوتے ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ کافر نہ بنے مومن بنے۔ اور مومن نہیں ہوتا جب تک کہ دل سے ایمان نہ رکھے کہ سب پرورشیں اور رحمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔‘‘

فرمایا: ’’اسی طرح بچے اور تمام رشتہ داروں کا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رحم ہونا ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دراصل مَیں ہی تمہاری پرورش کرتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ کی پرورش نہ ہو تو کوئی پرورش نہیں کر سکتا۔ دیکھو جب خدا تعالیٰ کسی کو بیمار ڈال دیتا ہے تو بعض دفعہ طبیب کتنا ہی زور لگاتے ہیں مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ طاعون کے مرض کی طرف غور کرو۔ سب ڈاکٹر زور لگا چکے مگر یہ مرض دفع نہ ہوا۔ (اُس زمانے میں طاعون پھیلا ہوا تھا) اصل یہ ہے کہ سب بھلائیاں اس کی طرف سے ہیں اور وہی ہے کہ جو تمام بدیوں کو دور کرتا ہے۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 25-24۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

سورۃ الفلق میں وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ سے یہ بھی مراد ہوسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شر سے بھی بچائے جس میں زمانے کی برائیاں انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں اور سچائی کی روشنی بجھ چکی ہے۔ گناہوں کے اندھیرے دنیا پر چھائے ہوئے ہیں یا ایک امکانی صورت میں ہوں۔ دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ ان برائیوں سے بھی بچائے، اندھیروں سے بھی بچائے، سچائی کی روشنی بجھ چکی ہو ان سے بھی بچائے یا بے چینیوں اور محرومیوں نے گھیرا ہوا ہے ان سے بھی اللہ تعالیٰ بچائے۔ امید کی جب کوئی کرن نہ نظر آتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس شر سے بھی بچائے۔ یہ بھی اس دعا کا مطلب ہے۔

پس یہ زمانہ ہمیں بڑا واضح نظر آ رہا ہے۔ آجکل یہی کچھ ہے۔ سچائی بھی مفقود ہے۔ برائیاں بھی انتہا کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ٹی وی کے ذریعہ سے، انٹرنیٹ کے ذریعہ سے ہر گھر میں برائیوں نے اڈے ڈالے ہوئے ہیں۔ مادی خواہشات اتنی بڑھ گئی ہیں کہ بے چینیاں اور محرومیاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں۔ روحانیت کی کمی ہر جگہ نظر آتی ہے۔ پس اس حالت میں مسیح موعود کی جماعت جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے وہی ہے اگر وہ یہ دعا حقیقت میں کرے، غور سے کرے، سمجھ کے کرے تو ان چیزوں سے بچ سکتی ہے اور زمانے کو بچا سکتی ہے۔

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ان شرور سے بچنے کی یہ دعا سکھائی ہے اور ان سے نکلنے کی دعا سکھائی ہے کہ کس طرح نکلا جا سکتا ہے۔ اور جب دعا سکھائی تو مسیح موعود علیہ السلام کو بھیج کر انتظام بھی کر دیا۔ اللہ کرے کہ اس دعا کا اِدراک بھی ان لوگوں کو حاصل ہو۔ اسی طرح عمومی طور پر دنیا کو بھی اسلام کی حقیقی روشنی نظر آئے۔

پھر وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ۔ یہ فرما کر ایسے نفوس کی شرارت سے بچنے کی دعا سکھائی ہے جو گرہیں یا معاہدے تڑوانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس میں مختلف قسم کے معاہدات ہیں۔ لوگوں کے اپنے ذاتی معاملات بھی ہیں۔ فتنہ و فساد پیدا کرنے کے لئے ایک کے کان میں کچھ کہا دوسرے کے کان میں جا کے کچھ پھونکا۔ ذاتی معاملات خراب ہوتے چلے گئے۔ بلکہ بہت سارے معاملات جو میاں بیوی کے تعلقات کی خرابی کے پہنچتے ہیں۔ جب تحقیق کرو تو بعض دفعہ پتہ لگتا ہے کہ عورت فلاں عورت کی باتوں میں آ گئی تھی۔ اس کی وجہ سے میاں کے خلاف ہو گئی۔ یا میاں نے بلا وجہ فلاں مرد کی باتوں میں آ کے اپنی بیوی پر الزام لگانے شروع کر دیئے۔ تو یہ بھی معاہدات ہیں۔ یہ تو ذاتی سطح کے ہیں۔ یہ دعا ایسی ہے جو ذات سے لے کے جماعتی رنگ تک ہر چیز پر حاوی ہے۔ بعض لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حوالہ دے کر بات کہہ دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اس طرح فرمایا اور خلیفہ وقت نے تو اس طرح کہہ دیا۔ یہ غلط بات ہے۔ اپنی سمجھ کا قصور ہوتا ہے۔ یا کسی اور رنگ میں خلافت سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نظام خلافت کے لئے دل میں بے چینیاں پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا آغاز جماعتی نظام کے

خلاف بے چینیاں پیدا کرنے سے ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اس کے شر سے بھی بچنے کی دعا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کو غلط رنگ میں پیش کریں گے۔ اس کی تشریح کے لئے مختلف حیلے بہانے تلاش کریں گے۔ کبھی خلفاء کے بیانات کو لے کر کہیں گے کہ دیکھو پہلے خلیفہ نے یہ کہا، اب یہ یہ کہتا ہے۔ تو مختلف رنگ ہیں جس میں جماعتی طور پر بھی فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اسی طرح دنیاوی رنگ میں فساد پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرض کہ شیطان کی کوشش یہ ہے کہ انسان میں فتنہ پیدا کیا جائے اور جس کے لئے اس نے اللہ تعالیٰ سے مہلت بھی مانگی تھی۔ پس اس کے شر سے بھی بچنے کی اور ان فتنوں سے بھی بچنے کی دعا کرنی چاہئے۔

پھر حسد سے بچنے کی دعا سکھائی۔ اسلام کی ترقیات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہونی ہیں یا وابستہ ہیں۔ جو حسد کرنے والے ہیں ان کو ہضم نہیں ہو سکتیں نہ ہو رہی ہیں۔ اس لئے یہ دعا بھی اس آخری زمانے میں بڑی ضروری ہے۔

....

پھر سورۃ الناس میں ان شرور سے بچنے کا روحانی علاج بھی بتا دیا کہ اپنے معبود حقیقی کو پہچانو گے تو ان شرور سے بچے رہو گے جو اندرونی بھی ہیں اور بیرونی بھی۔ ورنہ کوئی اور راستہ نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان تین سورتوں کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں:

"تم اے مسلمانو! نصاریٰ سے کہو"۔ یعنی مسلمانوں سے مراد وہ حقیقی مسلمان ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقیقت کو اور پیغام کو سمجھا۔ "کہو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔ اور تم جو نصاریٰ کا فتنہ دیکھو گے اور مسیح موعود کے دشمنوں کا نشانہ بنو گے۔ یوں دعا مانگا کرو کہ میں تمام مخلوق کے شر سے جو اندرونی اور بیرونی دشمن ہیں اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے"۔

اب اس میں دو فتنوں کا ذکر کیا۔ ایک نصاریٰ کا فتنہ جو اپنے طور پر تبلیغ کر کے عیسائیت پھیلا رہے ہیں جو اس زمانے میں بہت زیادہ تھی اور دوسرا مسیح موعود کے دشمنوں کا فتنہ جس میں دونوں شامل ہیں۔ اپنے بھی اور غیر بھی۔ فرمایا "اس خدا کی پناہ مانگتا ہوں جو صبح کا مالک ہے یعنی روشنی کا ظاہر کرنا اس کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس اندھیری رات کے شر سے جو عیسائیت کے فتنہ اور انکار مسیح موعود کے فتنہ کی رات ہے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس وقت کے لئے یہ دعا ہے جبکہ تاریکی اپنے کمال کو پہنچ جائے اور میں خدا کی پناہ ان زن مزاج لوگوں کی شرارت سے مانگتا ہوں جو گنڈوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں یعنی جو عقدے شریعت محمدیہ میں قابل حل ہیں اور جو ایسے مشکلات اور معضلات ہیں جن پر جاہل مخالف اعتراض کرتے ہیں اور ذریعہ تکذیب ٹھہراتے ہیں ان پر اور بھی عناد کی وجہ سے پھونکیں مارتے ہیں"۔ یعنی ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آتی۔ ذریعہ تکذیب ٹھہراتے ہیں۔ جھٹلانے کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں اور پھر عناد کی وجہ سے، دشمنی کی وجہ سے، ان پر اور بھی بعض حاشیے چڑھا دیتے ہیں۔ "یعنی شریر لوگ اسلام کے دقیق مسائل کو جو ایک عقدہ کی شکل پر ہیں دھوکہ دہی کے طور پر ایک پیچیدہ اعتراض کی صورت پر بنا دیتے ہیں تا لوگوں کو گمراہ کریں"۔

اسلام کے مخالف جو ہیں وہ یہی کچھ کر رہے ہیں۔ اسلام پر اعتراض اس کے خلاف کتابیں لکھی جاتی ہیں اور جان بوجھ کر لکھی جاتی ہیں۔ خود ہی بعض باتیں پیدا کرواتے ہیں پھر اس پر خود ہی اس کے خلاف مضامین لکھتے ہیں۔ پہلے بھی میں نے ذکر کیا تھا گزشتہ دنوں یہاں کسی شخص نے عراق کی نام نہاد خلافت جو ہے اس کو خلافت راشدہ کے ساتھ منطبق کر کے خلافت راشدہ پر بھی اعتراض کر دیا اور نعوذ باللہ حضرت ابوبکرؓ کی ذات پر اعتراض کر دیا کہ وہ بھی ایسی تھی۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"ان نظری امور پر اپنی طرف سے کچھ حاشیے لگا دیتے ہیں اور یہ لوگ دو قسم کے ہیں"۔ یعنی اس زمانے میں دو قسم کے مخالفین ہیں۔ "ایک تو صریح مخالف اور دشمن دین ہیں"۔ اسلام کے مخالف ہیں "جیسے پادری" یا ایسے لوگ یا مختلف سکالرز جو اپنے آپ کو بڑا مذہب کا ماہر سمجھتے ہیں اور اسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ "جو ایسے تراش خراش سے اعتراض بناتے رہتے ہیں اور دوسرے وہ علمائے اسلام ہیں جو اپنی غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے"۔ یہ بھی دشمن ہیں۔ علماء ایک غلطی میں پھنس گئے۔ اب چھوڑنا نہیں چاہتے "اور نفسانی پھونکوں سے خدا کے فطری دین میں عقدے پیدا کرتے ہیں۔ اور زنانہ خصلت رکھتے ہیں کہ کسی مرد خدا کے سامنے میدان میں نہیں آ سکتے۔ صرف اپنے اعتراضات کو تحریف تبدیل کی پھونکوں سے عقدہ لا ینحل بنانا چاہتے ہیں اور اس طرح پر زیادہ تر مشکلات خدا کے مصلح کی راہ میں ڈال دیتے ہیں"۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو مصلح بھیجا، مسیح موعود کو بھیجا اس کی راہ میں مشکلات ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ "وہ قرآن کے مکذّب ہیں کہ اس کی منشاء کے برخلاف اصرار کرتے ہیں اور اپنے ایسے افعال سے جو مخالف قرآن ہیں اور دشمنوں کے عقائد سے ہم رنگ ہیں دشمنوں کو مدد دیتے ہیں"۔ اب عیسائیوں میں تو ایک فرقہ ایسا پیدا ہونے لگ گیا جنہوں نے یہ اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نہیں آنا اور جب انہوں نے کہا تھا میں دوبارہ اس دنیا میں آؤں گا تو نعوذ باللہ شراب کے نشے میں تھے لیکن مسلمانوں میں خاص طور پر ابھی تک یہ نظریہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اوپر بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے دوبارہ آنا ہے۔ تو بہر حال دشمنوں کی مدد یہ خود کر رہے ہیں۔ فرمایا کہ

"پس اس طرح ان عقدوں میں پھونک مار کر ان کو لا ینحل بنانا چاہتے ہیں" جو حل نہ کئے جا سکیں۔ "پس ہم ان کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور نیز ہم ان لوگوں کی شرارتوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں جو حسد کرتے اور حسد کے طریقے سوچتے ہیں اور ہم اس وقت سے پناہ مانگتے ہیں جب وہ حسد کرنے لگیں"۔ حسد کرتے ہیں، حسد کے طریقے سوچتے ہیں پھر جب وہ حسد کرنا شروع کریں، مطلب کہ عملی رنگ میں تکلیفیں پہنچا کر اس حسد کا اظہار کرنے لگ جائیں اس سے پناہ مانگو۔ یہ اس کا وسیع مطلب ہے "اور کہو کہ تم یوں دعا مانگا کرو کہ ہم وسوسہ انداز شیطان کے وسوسوں سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے اور ان کو دین سے برگشتہ کرنا چاہتا ہے کبھی بطور خود اور کبھی کسی انسان میں ہو کر خدا کی پناہ مانگتے ہیں"۔ یعنی کبھی تو وہ شیطان جو ہے خود دلوں میں وسوسے پیدا کرتا ہے کبھی کسی اور ذریعہ سے وسوسے پیدا کرتا ہے۔ "ان سب چیزوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔" "وہ خدا جو انسانوں کا پرورندہ ہے انسانوں کا بادشاہ ہے انسانوں کا خدا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جو اس میں نہ ہمدردی انسانی رہے گی جو پرورش کی جڑ ہے"۔ جو حکومتیں بعض حکومتیں کرتی ہیں ان میں انسانی ہمدردی کوئی نہیں ہوتی۔ ان کے اپنے مقاصد ہوتے ہیں تا کہ ان قوموں کو زیر کیا جائے۔

دنیا کے ملکوں کی حکومتوں کی بہت ساری ایڈ (Aid) ایجنسیاں ہیں جو مدد کے نام پر اپنے پروجیکٹ شروع کرتی ہیں اور ستر اسّی فیصد اس میں سے خود اپنے لوگوں کے لئے واپس لے جاتی ہیں اور یہ صرف سنی سنائی بات نہیں۔ مجھے ایک ایڈ ایجنسی (Aid Agency) سے غانا میں واسطہ پڑا تھا۔ اس نے مجھے خود بتایا کہ یہ ہماری اتنی ایڈ (Aid) ہوتی ہے اس میں سے اتنا فیصد تو ہم واپس لے جاتے ہیں باقی دس پندرہ بیس فیصد ہے جو خرچ کرتے ہیں اور وہ بھی صرف نام نہاد۔ اس لئے کہ حکومتیں ہمارے زیر اثر ہیں۔ سچی ہمدردی کوئی نہیں جو پرورش کی جڑ ہے فرمایا کہ "اور نہ سچا انصاف رہے گا جو بادشاہت کی شرط ہے"۔ حقیقی بادشاہ کو تو سچا انصاف کرنا چاہئے۔ ایسا زمانہ آئے گا جو سچا انصاف بھی نہیں رہے گا اور یہ انصاف نہیں ہے۔ "تب اس زمانے میں خدا ہی خدا ہو گا جو مصیبت زدوں کا مرجع ہو گا"۔ ایسے وقت میں جو مصیبت والے لوگ ہیں خدا کی طرف رجوع کریں گے تو تبھی خدا ان کی مشکلات دور کر سکے گا۔ "یہ تمام کلمات آخری زمانے کی طرف اشارات ہیں جبکہ امان اور امانت دنیا سے اٹھ جائے گی۔

اب دیکھ لیں اپنے لئے ان کے اور اصول ہیں۔ یہ انصاف کیا کر رہے ہیں۔ اسرائیل جو بھی کر رہا ہے یہ کہتے ہیں ٹھیک کر رہا ہے۔ کسی حکومت نے آج تک اس کو ردّ نہیں کیا۔ یہ جواب بے دریغ فلسطینیوں کو مارا جا رہا ہے اور بعض انصاف پسند یہاں ایسے ہیں جو اب بولنے لگ گئے ہیں بلکہ پچھلے دنوں یہاں کی ایک سابق ایم پی نے بڑا واضح طور پر کہا کہ پچھلے ساٹھ سال سے تم نے ایک تو ان کی زمین پر قبضہ کر لیا۔ ان پر ظلم کر رہے ہو اور پھر یہ کہتے ہو کہ وہ لوگ مظلوم نہیں ہیں اسرائیلی مظلوم ہیں۔ اس نے یہ بھی بڑا واضح طور پر کہا کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ امریکہ اور یورپ کی جو معیشت ہے وہ ان اسرائیلیوں کے کنٹرول میں ہے۔ دنیا کی تجارتوں پر یہودیوں کا قبضہ ہے اس لئے یہ کچھ نہیں کر رہے۔

فرمایا: "غرض قرآن نے اپنے اوّل میں بھی مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضالّین کا ذکر فرمایا ہے اور اپنے آخر میں بھی جیسا کہ آیت لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ بصراحت اس پر دلالت کر رہی ہے اور یہ تمام اہتمام تاکید کے لئے کیا گیا اور نیز اس لئے کہ تا مسیح موعود اور غلبہ نصرانیت کی پیشگوئی نظری نہ رہے اور آفتاب کی طرح چمک اٹھے"۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 220 تا 222) یعنی عیسائیت کا غلبہ اور مسیح موعود کی آمد دونوں چیزیں کھل کے سامنے آ جائیں۔ اور پھر انسان ان کا موازنہ کر کے مسیح موعود کی جماعت میں شامل ہو۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "فرشتہ نیکی میں ترغیب اور مدد دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے: اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ اور شیطان بدی کی ترغیب دیتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ يُوَسْوِسُ۔ ان دونوں کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ظلمت اور نور ہر دو ساتھ ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ عدم علم سے عدم شئے ثابت نہیں ہو سکتا"۔ اگر کسی بات کا علم نہ ہو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ چیز ہی موجود نہیں۔ کسی نے کوئی چیز دیکھی نہیں تو اس سے یہ مراد نہیں لی جا سکتی کہ اس چیز کا وجود ہی کوئی نہیں۔ فرماتے ہیں کہ "ماسوائے اس عالَم کے اَور ہزاروں عجائبات ہیں"۔ یہ جو ہم عالَم دیکھتے ہیں دنیا ہے اس کے علاوہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بہت سارے عجائبات ہیں۔ "گو لَا يُدْرَك ہوں"۔ ان تک انسان کا سوچ اور ادراک اور فہم پہنچ نہ سکے۔ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ میں شیطان کے ان وساوس کا ذکر ہے جو کہ وہ لوگوں کے درمیان ان دنوں میں ڈال رہا ہے"۔ یہ زمانہ ایسا ہے جو شیطان وسوسے پیدا کر رہا ہے۔

فرمایا "بڑا وسوسہ یہ ہے کہ ربوبیت کے متعلق غلطیاں ڈالی جائیں جیسا کہ امیر لوگوں کے پاس بہت مال و دولت دیکھ کر انسان کہے کہ یہی پرورش کرنے والے ہیں"۔ پھر اللہ تعالیٰ کے وجود کا، اس کی ہستی کا انکار کر کے بھی یہ کام کیا جا رہا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں:

"اس واسطے حقیقی ربّ النّاس کی پناہ چاہنے کے واسطے فرمایا۔ پھر دنیاوی بادشاہوں اور حاکموں کو انسان مختار مطلق کہنے لگ جاتا ہے۔ اس پر فرمایا کہ مَلِكِ النَّاسِ اللہ ہی ہے۔ پھر لوگوں کے وساوس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ مخلوق کو خدا کے برابر ماننے لگ پڑتے ہیں اور ان سے خوف و رجاء رکھتے ہیں۔ اس واسطے اِلٰهِ النَّاسِ فرمایا۔ یہ تین وساوس ہیں ان کے دور کرنے کے واسطے یہ تین تعویذ ہیں اور ان وساوس کا ڈالنے والا وہی خنّاس ہے جس کا نام توریت میں زبانی عبرانی کے اندر ناحاش آیا ہے۔ جو حوّا کے پاس تھا۔ چھپ کر حملہ کرنے والا"۔ شیطان ظاہر ہو کے حملہ نہیں کرتا۔ چھپ کے حملہ کرتا ہے۔ "اس سورت میں اسی کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دجال بھی جبر نہیں کرے گا بلکہ چھپ کر حملہ کرے گا تا کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ جیسا کہ پادریوں کا حملہ ہوتا ہے"۔ اور ان سے مراد صرف پادری نہیں ہیں۔ ایک تو ایسے پادری جو فتنہ پیدا کرنے والے ہیں ہر پادری بھی نہیں ہے اور دوسرے مغرب کے وہ لوگ جو اپنے آپ کو عالم سمجھتے ہیں سکالر سمجھتے ہیں اور اسلام کے خلاف ہیں۔ فرمایا "یہ غلط ہے کہ شیطان خود حوّا کے پاس گیا ہو بلکہ جیسا کہ اب چھپ کر آتا ہے ویسا ہی تب بھی چھپ کر گیا تھا۔ کسی آدمی کے اندر وہ اپنا خیال بھر دیتا ہے اور وہ اس کا قائمقام ہو جاتا ہے۔

اب جیسا کہ میں نے پہلے شروع میں ذکر کیا تھا کہ بڑی سوچی سمجھی سکیم کے تحت یہ سب عرب سپرنگ وغیرہ کا چکر چل رہا ہے۔ یہ ان چھپے ہوئے حملوں کا نتیجہ ہی ہے۔ کاش کہ عرب دنیا اس چیز کو سمجھ سکے۔ فرماتے ہیں:

"کسی ایسے مخالف دین کے دل میں شیطان نے یہ بات ڈال دی تھی اور وہ بہشت جس میں حضرت آدم رہتے تھے وہ زمین پر ہی تھا کسی بد نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 245-244۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ "جب ماں کی تولیت سے نکل کر آئے تو انسان کو بالطبع ایک متولّی کی ضرورت پڑتی ہے۔ طرح طرح سے اپنا متولی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطیاں ایسے ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے کی خبر نہیں لے سکتے لیکن جو لوگ ان سب باتوں سے منقطع ہو کر اس قسم کا تقویٰ اور اصلاح اختیار کرتے ہیں ان کا وہ خود متولی ہو جاتا ہے اور ان کی ضروریات اور حاجات کا خود کفیل ہو جاتا ہے۔ انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ وہ اس کی ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اس طرح نہیں سمجھ سکتا اور اس پر اس طرح فضل کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے۔ گرسنہ ستانی بہ ستم مے رسد۔ والی نوبت ہوتی ہے (یعنی محنت و مشقت کے بغیر ہی مل جاتا ہے۔)

فرماتے ہیں "لیکن انسان بہت سے زمانے پا لیتا ہے۔ جب اس پر ایسا زمانہ آتا ہے کہ خدا اس کا متولی ہو جائے یعنی اس کو خدا تعالیٰ کی تولیت حاصل کرنے سے پہلے کئی متولیوں کی تولیت سے گزرنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ اِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔ پہلے حاجت ماں باپ کی پڑتی ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے تو بادشاہوں اور حاکموں کی حاجت پڑتی ہے۔ پھر جب اس سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جن کو میں نے متولی سمجھا ہوا تھا وہ خود ایسے کمزور تھے کہ ان کو متولی سمجھنا میری غلطی تھی کیونکہ انہیں متولی بنانے میں نہ تو میری ضروریات ہی حاصل ہو سکتی تھیں اور نہ ہی میرے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ پھر وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ثابت قدمی دکھانے سے خدا تعالیٰ کو اپنا متولّی پاتا ہے۔ اس وقت اس کو بڑی راحت حاصل ہوتی ہے''۔ جب خدا تعالیٰ کو اپنا متولی پاتا ہے تب راحت حاصل ہوتی ہے'' اور ایک عجیب طمانیت کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے۔ خصوصاً جب خدا کسی کو خود کہے کہ میں تیرا متولّی ہوا تو اس وقت جو راحت اور طمانیت اس کو حاصل ہوتی ہے وہ ایسی حالت پیدا کرتی ہے کہ جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ حالت تمام تلخیوں سے پاک ہوتی ہے۔ (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 53-52۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ایسی حالت اپنے اندر پیدا کرنے والے ہوں اور اس رمضان کے بعد بھی اپنی ان حالتوں اور کیفیتوں کو جاری رکھیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم میں خاص طور پر اس میں پیدا فرمائیں۔

اب اس کے بعد دعاؤں کی طرف ہم آتے ہیں۔ اس کے بعد دعا ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 208)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے سب سے پہلے دعا کرنی چاہئے۔ امت مسلمہ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ احمدی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا ان کے لئے ہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی ہیں، جو توقعات اپنے ماننے والوں سے رکھی ہیں ان پر ہم پورا اترنے والے ہوں۔ عالم اسلام کے لئے عمومی دعا کہ خدا تعالیٰ انہیں باہمی اتحاد اور ہمدردی عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا دشمن ان کی پھوٹ سے بلکہ پھوٹ پیدا کر کے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بچائے۔ نظام جماعت عالمگیر کے لئے اور تمام احباب وخواتین کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات کو دور فرمائے۔ واقفین زندگی کے لئے، وقفِ نَو کے مجاہدین کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب واقفین زندگی کو جو اس وقت میدان عمل میں ہیں ان کے کاموں میں آسانیاں پیدا فرمائے۔ ان کی تائید و نصرت فرمائے اور جس مقصد کے لئے وہ گئے ہیں ان کو حاصل کرنے والے ہوں۔ اسی طرح واقفین نَو کو اللہ تعالیٰ اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت سارے ایسے واقفین نَو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب میدان عمل میں آ چکے ہیں۔ مربیان بن کر بھی اور دوسری مختلف فیلڈز میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو خالص ہو کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے ماں باپ نے ان کے پیدا ہونے سے پہلے جو وعدے کئے تھے اور پھر انہوں نے خود اس کی تجدید کی اللہ تعالیٰ ان کو یہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دجال کے فتنے کے شر سے بچنے کے لئے، خدا تعالیٰ ان کی چالوں اور خطرناک منصوبوں سے بچا کے رکھے۔ ان کے برے ارادوں سے بچا کے رکھے۔ کیونکہ دنیا کے جو حالات ہیں وہ ایسے ہیں کہ دنیا کے امن کو اچانک برباد کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اشاعت اسلام اور احمدیت کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمیں اس کا وسیع تر غلبہ دکھائے۔ شہدائے احمدیت کے لئے اور ان کے پسماندگان کے لئے۔ اور جیسا کہ پہلے مَیں نے ذکر کیا ہے گوجرانوالہ میں جو کارروائی ہوئی ہے اس میں جو ایک دو بچیاں ہیں ان میں ایک تو بالکل آٹھ ماہ کی بچی اور ایک سات آٹھ سال کی بچی اور ان کی دادی شہید ہوئے ہیں۔ ایک دو اور مریضوں کی حالت خطرناک ہے۔ ان سب کے لئے دعا کریں۔ شہداء کا جو مقام ہے وہ اللہ تعالیٰ نے دینا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں دوں گا۔ ان کے پیچھے رہنے والوں کو بھی صبر اور حوصلہ اور ہمت عطا فرمائے اور جو بیمار ہیں ان کو بھی اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے۔ یعنی جو ان زخموں کی وجہ سے اس وقت ہسپتالوں میں داخل ہیں اور ان کا علاج ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صحت دے۔

اسیران راہ مولیٰ کی جلد آزادی کے لئے بھی۔ اس میں پاکستان میں بھی کچھ ہیں۔ کچھ دوسرے ممالک میں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو آزاد فرمائے۔ اسی طرح ان اسیران کے جو اہل وعیال ہیں جو عارضی طور پر ان کے سائے سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ ان کے جلد ملنے کے سامان پیدا فرمائے۔ اسی طرح انفرادی اور مختلف نوع کے جو معاملات ہیں جس میں مختلف لوگ گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مسائل حل فرمائے۔ ہر قسم کے بیماروں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی بیماریاں دور فرمائے۔ مختلف لوگوں پر چٹیاں پڑی ہوئی ہیں ان کی نااہلی کی وجہ سے یا کسی بھی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دور فرمائے۔ قرضوں کے بوجھ کو اتارے۔ مصیبت زدگان کے لئے جو سیاسی ظلموں کا نشانہ بن رہے ہیں یا مذہبی ظلموں کا نشانہ بن رہے ہیں یا قومی تعصّبات کا نشانہ بن رہے ہیں سب پر اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ پھر بغیر کسی مذہب وملّت کی تخصیص کے دنیا کے تمام وہ لوگ جو اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے۔ مردوں اور عورتوں کے ازدواجی اور خاندانی جھگڑوں سے نجات کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ دور فرمائے۔ بیوگان اور یتامیٰ کے لئے اور حقوق سے محروم لوگوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ ایسی بچیوں کے جن کے رشتوں میں تاخیر ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کے لئے جلد رشتوں کے سامان پیدا فرمائے بے اولاد لوگوں کو اولاد کی خوشیاں عطا فرمائے۔ طلباء کے لئے جو امتحانوں میں اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں یا امتحان دے چکے ہیں اور نتیجے کا انتظار ہے ان سب کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیابیاں عطا فرمائے۔ پھر بیروزگاروں کے لئے اللہ تعالیٰ ان کی بیروزگاری دور فرمائے۔ تاجروں کے لئے مزدوروں کے لئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اپنے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ زمینداروں کے لئے ان کی مشکلات دور فرمائے۔ مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ درویشان قادیان کے لئے اور اہل ربوہ کے لئے اللہ تعالیٰ ان سب کی مشکلات دور فرمائے۔ خاص طور پر ربوہ کے اور پاکستان کے لوگوں کو مشکلات کا سامنا ہے اللہ تعالیٰ جلد ان کی آزادی کے سامان پیدا فرمائے۔ مختلف دنیاوی خطوں میں اسلام کے نام پر ستائے جانے والے جتنے بھی لوگ ہیں اور جن میں سب سے اوّل تو جماعت احمدیہ ہے اللہ تعالیٰ ان کی سب مشکلات کو دور فرمائے۔

عالم اسلام کے مسائل بھی بہت الجھے ہوئے اور گھمبیر ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے۔ صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ اپنی مشکلات سے نجات پانے والے ہوں۔ دکھوں سے چُور انسانیت کے لئے جو کسی رنگ میں بھی کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہے ان کے لئے دعا کریں۔ جماعت کے ابتلاء کے دَور کے ختم ہونے کے لئے عمومی دعا کریں۔ خصوصاً یہ دعائیں پہلے بھی خطبہ میں کہہ چکا ہوں۔ **اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيْقًا۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔** (سنن ابی داؤد ابواب الوتر باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث 1537) یہ دعا کریں۔

پھر اسی طرح دنیا میں مختلف جگہوں پر لوگ بڑی مالی قربانی کرتے ہیں۔ ان کے تحریک جدید اور وقف جدید کے چندوں کی فہرستیں اور لسٹیں بھی آ رہی ہیں۔ ان سب مخلصین کے لئے دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ان کی ان قربانیوں کو قبول فرمائے۔ خدمت پر کمربستہ جماعت عالمگیر کے تمام کارکنان اور کارکنات کے لئے دعا کریں۔ اس میں تمام دفتروں میں کام کرنے والے بھی ایم ٹی اے میں کام کرنے والے بھی سب کارکن آ جاتے ہیں۔ مختلف لوگوں کو جتنے بھی مختلف مسائل میں گرفتار ہیں۔ ان کے جغرافیائی مسائل ہیں، جنگ وجدل کے مسائل ہیں عراق میں شام میں لیبیا میں نائیجیریا میں فلسطین میں اور کئی ملکوں میں اس قسم کے مسائل میں لوگ گرفتار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان مشکلات سے نکالے اور آسانیاں پیدا فرمائے۔ اسی طرح حوادث زمانہ کے متاثرین جو دنیا میں کہیں بھی ہوں کسی بھی خطے میں ہوں گو حضرت مسیح موعود کے انکار کی وجہ سے یہ حوادث اب بڑھ گئے ہیں لیکن انسانی ہمدردی کا تقاضا پھر بھی یہ ہے کہ ہم ان کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور کرے اور ان کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔**

کرب کے وقت کی ایک دعا ہے۔ ہم پڑھتے ہیں۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔** (صحیح البخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الکرب حدیث 6346) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ عظمتوں والا اور بڑا ہی بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی عرش کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کہ آسمانوں زمین اور عرش کریم کا رب ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ سے اس کی محبت مانگیں۔ **اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ۔** (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب دعاء داؤدؑ اللھم انی اسئلک حبک ... الخ حدیث 3490) اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا! ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب الدعا یا مقلب القلوب حدیث 3522) اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت تقویٰ عفت اور غناء مانگتا ہوں۔

پھر ایک دعا یہ بھی کرنی چاہئے کہ **اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ۔** (سنن الترمذی ابواب الدعوات باب ما یقول اذا سمع الرعد حدیث 3450) اے اللہ تُو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا۔ اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچا لینا۔

پھر **اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاْءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ۔** (صحیح مسلم کتاب الرقاق باب اکثر اھل الجنۃ الفقراء... الخ حدیث 6943) اے اللہ میں تیری نعمت کے زائل ہو جانے تیری عافیت کے ہٹ جانے تیری اچانک سزا اور ان سب باتوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن سے تُو ناراض ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ آجکل آدم کی دعا پڑھنی چاہئے۔ یہ دعا اوّل ہی مقبول ہو چکی ہے اور وہ دعا یہ ہے۔ **رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔** (ماخوذ از ملفوظات جلد چہارم صفحہ 275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) کہ اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹا پانے والوں میں سے ہوں گے۔

پھر ایک دعا ہے جسے مَیں نے دعاؤں کے لئے تحریک میں خاص طور پر پڑھنے کے لئے کہا تھا کہ **رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔** اے ہمارے رب! ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر دینا بعد اس کے جو تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت عطا کرنے والا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہماری جماعت ہر نماز کی آخری رکعت میں بعد رکوع یہ دعا بکثرت پڑھے کہ **رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔** (ملفوظات جلد اول صفحہ 9۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی کامیابی عطا کر اور آخرت میں بھی کامیابی عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

پھر تذکرے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا ہے کہ **رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ مِنَ السَّمَآءِ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ** (صلی اللہ علیہ وسلم) **رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔** اے میرے رب! مغفرت فرما اور آسمان سے رحم کر۔ اے میرے رب! مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تُو خیر الوارثین ہے۔ اے میرے رب! اُمّتِ محمدیہ کی اصلاح کر۔ اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب فیصلہ کر دینے والوں سے بہتر ہے۔ (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 37)

پھر آپ کی ایک یہ دعا بھی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کہ: **يَا رَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِيْ وَمَزِّقْ اَعْدَائَكَ وَاَعْدَائِيْ وَاَنْجِزْ وَعْدَكَ وَانْصُرْ عَبْدَكَ وَاَرِنَا اَيَّامَكَ وَشَهِّرْ لَنَا حُسَامَكَ وَلَا تَذَرْ مِنَ الْكَافِرِيْنَ شَرِيْرًا۔** (تذکرہ ایڈیشن چہارم 2004ء صفحہ 426) اے رب العزت میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور اپنا وعدہ پورا کر اور اپنے بندے کی مدد کر اور ہم کو اپنے عذاب کے دن دکھا (یعنی مخالفین کے لئے) اور اپنی تلوار ہمارے لئے سونت کر دکھا۔ اور نہ چھوڑ کافروں میں سے کسی شریر کو۔

پھر آخر میں آپ کی ایک دعا ہے تنہائی کی کہ اے میرے خدا! میری فریاد سن کہ میں اکیلا ہوں۔ اے میری پناہ! اے میری سپر! میری طرف متوجہ ہو کہ مَیں چھوڑا گیا ہوں۔ اے میرے پیارے اے میرے سب سے پیارے مجھے اکیلا مت چھوڑ مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیری درگاہ میں میری روح سجدہ میں ہے۔ (ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی عرفانی صفحہ 553 حصہ پنجم)

اب دعا کرلیں۔''

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محموداحمدملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ کا تاریخی انٹرویو

مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کو صد سالہ خلافت جوبلی 2008ء کے موقع پر حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک تاریخی انٹرویو کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جو قریباً تین گھنٹہ دورانیہ پر مشتمل تھا۔ انٹرویو پینل مکرم صاحبزادہ مرزا فخر احمد صاحب، مکرم طارق احمد بی ٹی صاحب، مکرم ٹامی کالون صاحب اور مکرم ندیم الرحمٰن صاحب پر مشتمل تھا۔ یہ انٹرویو روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 9 اور 10 مئی 2012ء میں شامل اشاعت ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

☆ حضورانور ایدہ اللہ نے اپنے بچپن کے حوالہ سے بتایا کہ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کی وفات کے وقت مَیں پندرہ سال کا تھا۔ چھوٹی عمر میں بھی ایک عزت اور احترام ہوتا تھا۔ باوجود اس کے کہ وہ میرے نانا تھے کبھی ہم جرأت نہیں کرتے تھے کہ اُن کے سامنے بات کریں یا آرام سے چلے جائیں۔ خلافت کا احترام بہت تھا۔ ایک واقعہ جس نے میرے دل میں خلافت کا مزید احترام پیدا کردیا یوں ہے کہ میرے دادا حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ جو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے سب سے چھوٹے بھائی تھے، وہ ایک دن مجھے ساتھ لے گئے۔ مَیں نو سال کا تھا یا شائد اس سے بھی چھوٹا۔ قصرِ خلافت میں خود وہ نیچے کھڑے ہوگئے اور مجھے اوپر بھیجا کہ جاؤ اور بتاؤ کہ مَیں ملنے آیا ہوں۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ اُن دنوں بیمار تھے اور اوپر کمرے میں آرام کیا کرتے تھے۔ یہ نہیں کہ چھوٹا بھائی ہے تو گھر میں گھس گئے، پہلے کہا کہ جا کر اطلاع کرو۔ اس وقت حضرت چھوٹی آپا حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے ساتھ ڈیوٹی پر تھیں۔ مَیں نے بتایا کہ دادا ملنے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے بلا لاؤ۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ لیٹے ہوئے تھے تو وہاں چھوٹی آپا نے اُن کے سرہانے کرسی رکھ دی کہ آئیں گے تو بیٹھ کر باتیں کرلیں گے۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ السلام علیکم کرکے بجائے کرسی پر بیٹھنے کے اُن کی چارپائی کے ساتھ نیچے بیٹھ گئے اور پھر بڑے ادب سے احترام سے باتیں ہوئیں۔ اور پھر وہ کھڑے ہوئے اور سلام کرکے اس طرح احترام سے نکلے ہیں ایک طرف سے ہوکے کہ اس وقت مجھے مزید خیال ہوا کہ یہ ہے خلافت کا احترام جو عملی شکل میرے دادا نے مجھے دکھائی۔ جس جس طرح عمر بڑھتی گئی تو پھر ہمیں احترام کی وجہ سے اَور زیادہ جھجک پیدا ہوتی گئی۔ خوف ڈر نہیں تھا بلکہ جھجک احترام کی وجہ سے ہوتی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ میرے نانا تھے اور نانا ہونے کی بے تکلّفی کی وجہ سے مذاق بھی کرلیا کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ہم میں جرأت نہیں ہوتی تھی کہ ہم بھی اسی طرح آگے سے جواب دے دیں۔

☆ مَیں اپنے بہن بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا۔ اور سب سے چھوٹے بھائی بہن جو ہوتے ہیں ان کو ہر کوئی جو بڑا ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میرا یہ کام کردو اور میرا یہ کام کردو۔ لیکن ہم بہن بھائیوں میں تعلق بھی بڑا تھا خاص طور پر سب سے بڑی بہن اور میرے سے Immediate بڑے بھائی جو ہیں ان سے میرا خاص تعلق تھا۔ اور باقی بہن بھائیوں کا بھی احترام اور ادب وغیرہ بڑا تھا۔ کبھی تُوتکار نہیں کی، کبھی بھی سامنے اونچی آواز میں نہیں بولے۔ تربیت ہماری یہ تھی کہ بچپن سے ہی اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے ساتھ منسلک تھے اور میرے بڑے بھائی زعیم محلہ تھے، اور مَیں اس لحاظ سے اُن کی اَور بھی عزت کرتا تھا۔

☆ بچپن میں تو میری کوئی Hobbies نہیں تھیں مگر باقاعدہ گیم ہم ضرور کیا کرتے تھے۔ دوسرے ہمارے والد صاحب کو شکار کا بڑا شوق تھا۔ ہر ہفتہ میں چھٹی کے دن وہ شکار پر جاتے تھے اور ہمیں بھی ساتھ لے جاتے تھے۔ شروع کے زمانہ میں ربوہ کے ساتھ کا علاقہ جنگل کی طرح تھا۔ اتنا آباد نہیں ہوا تھا۔ ہم پیدل ہی جاتے تھے اور ربوہ سے باہر نکلتے ہی شکار شروع ہوجاتا تھا۔ فاختہ، خرگوش، تیتر اور اس کے علاوہ کبوتر بھی مل جایا کرتے تھے۔ اس لئے بچپن سے ہی اس کا شوق تھا۔ ہمارے پاس ائیرگن ہوتی تھی۔ ہم دونوں بھائی خود بھی نکل جاتے تھے۔ جلسے کے بعد وہاں پرالی آیا کرتی تھی، اس میں فاختائیں اور چڑیاں وغیرہ بہت آتی تھیں۔ بہرحال اس لحاظ سے یہ (شکار) بھی ایک ہابی رہی اور بڑے ہوکر جب بھی وقت ملتا تھا یا سیزن آتا تھا تو ہفتہ میں ایک دفعہ ضرور شکار کے لئے جاتے تھے۔ اس کے علاوہ شام کو ہم باقاعدہ گیم بھی کرتے تھے۔ کرکٹ یا بیڈمنٹن وغیرہ باہر جاکر کھیلتے رہے ہیں۔ مَیں کھیل میں حصہ لیتا رہا ہوں۔ مگر کسی بھی کھیل میں زیادہ اچھا نہیں تھا۔ کھیلوں سے دیوانگی والا لگاؤ اور شوق نہیں تھا۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ کرکٹ میچ ہو رہا ہو تو صبح سے شام تک اسے دیکھنے کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ میرے ساتھ ایسا نہیں تھا لیکن مجھے کرکٹ پسند ہے۔

ابّا کے ساتھ جا جا کر بچپن سے ہی شکار کا شوق ہوگیا تھا۔ بلکہ بعض دفعہ ہمیں اتنا چلاتے تھے کہ ہم لوگ تھک جاتے تھے۔ جس دن خرگوش کا شکار ہوتا تو اس دن مشکل پڑ جاتی تھی کیونکہ اٹھا کر لانا بڑا مشکل ہوتا تھا۔

☆ بچپن میں ایسے روحانی تجارب بہت ہیں جنہوں نے خداتعالیٰ کی ہستی کے زندہ ثبوت کے طور پر متأثر کیا۔ ایک واقعہ اس وقت کا ہے جب میں پندرہ سال کا تھا۔ میٹرک کے امتحان میں میرا Maths کا پیپر بہت خراب ہوا تھا اور بظاہر کوئی امید نہیں تھی کہ میں کامیاب ہوسکوں گا۔ چنانچہ اس کا ایک ہی حل تھا کہ خدا کے آگے جھکا جائے۔ اس لئے رزلٹ آنے تک تین ماہ کا جو وقت تھا اس میں مَیں نے بہت دعائیں کیں۔ یہ میرے لئے ایک قسم کا زندگی اور موت کا مسئلہ تھا۔ آخرکار جب رزلٹ آیا تو مَیں امتحان میں پاس تھا۔ مجھے اس بات پر خوشی کے ساتھ ساتھ سخت تعجب تھا کہ آخر یہ کیسے ممکن ہوا کیونکہ ریاضی کے پرچہ میں دس فیصد سے زیادہ نمبروں کی توقع نہیں کر رہا تھا، اس میں مجھے "C" گریڈ ملا۔ پھر کچھ دیر بعد پتہ لگا کہ چونکہ اس سال ریاضی کا سخت اور مشکل پرچہ ڈالا گیا تھا اس لئے بعض طلباء کے آواز اٹھانے پر سیکنڈری بورڈ نے Grace Marks دینے کا فیصلہ کیا تھا۔ تو مَیں سمجھتا ہوں کہ ان دعاؤں کا فیض خود مجھے بھی پہنچا اور میرے علاوہ اس کا فائدہ دیگر طلباء کو بھی ہوا۔

☆ میری پرورش اور تربیت میں خاندان مسیح موعودؑ کے دیگر افراد کی نسبت میری اپنی فیملی کا کردار اور اثر زیادہ ہے۔ ہمارے گھر کا ماحول بہت دینی اور نظم و ضبط کی سختی سے پابندی کرنے والا ماحول تھا۔ اس لئے گھر کا کوئی فرد اسلام کی بنیادی تعلیم سے اِدھر اُدھر نہیں ہوسکتا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میرے ابّا مجھے نمازِ فجر کے لئے اٹھایا کرتے تھے اور اگر مَیں گہری نیند میں ہوتا تو وہ میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مارا کرتے تھے۔ فجر کے بعد وہ مجھے اور میرے بھائی کو ورزش کرنے کو کہتے تھے اور خود بھی ورزش کیا کرتے تھے اور ہم انہیں Follow کیا کرتے تھے۔ تو بچپن کی ابتدائی عمر سے ہی Disciplined اور قواعد و ضوابط کے مطابق زندگی تھی۔ ہمارے گھر میں سولہ سترہ سال کی عمر تک یہ خاص طور پر ہدایت تھی کہ مغرب کے بعد گھر سے باہر نہیں نکلنا۔ باوجود اس کے کہ ہمارے اردگرد اپنے لوگ ہی ہمسائے تھے اور گھروں کے بیچ میں دروازے کھلا کرتے تھے۔ لیکن ہدایت تھی کہ عشاء کے بعد فوراً گھر آنا ہے۔ ایک دفعہ جب میرے بھائی F.Sc. میں پڑھتے تھے، اس وقت کالج میں یونین الیکشن ہو رہے تھے تو وہ دوپہر کو گھر نہیں آئے۔ ہمارے والد صاحب یہی سمجھے کہ کوئی پریکٹیکل ہے۔ لیکن جب مغرب کا وقت گزر گیا تو انہوں نے کالج فون کیا تو پتہ لگا کہ بھائی کالج کی الیکشن Campaign میں شامل تھے۔ چنانچہ جب واپس آئے تو ابّا نے کہا کہ یہ غلط طریقہ ہے، جو کرنا ہے مغرب سے پہلے پہلے کرنا چاہیے۔

☆ صحابہؓ میں حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کے پاس بھی مَیں گیا ہوں۔ جو بھی آتا تھا تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری بھی ابّا کے پاس اکثر آیا کرتے تھے۔ اُن کے ساتھ بھی بیٹھ جایا کرتا تھا، میں سات آٹھ سال کا تھا جب اُن کی وفات ہوئی۔ پھر مولوی قدرت اللہ سنوری صاحبؓ کا آنا جانا بھی کافی تھا۔ وہ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے فارم پر سندھ میں رہے ہیں۔ ایک دفعہ حضورؓ سندھ دورہ پر گئے۔ شاید کپاس کی فصل تھی۔ دیکھ رہے تھے کہ ایکڑ کی کتنی Yield نکل آئے گی۔ اِنہوں نے کہا کہ اتنی نکل آئے گی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور عبدالرحیم درد صاحب آپس میں انگریزی میں باتیں کرنے لگے (کہ مولوی صاحب کو شاید سمجھ نہ آئے) کہ یہ ایسے ہی کہتے ہیں، اتنی نہیں نکل سکتی۔ مولوی صاحب تو سمجھتے تھے، وہ کہنے لگے میاں صاحب! اتنی نکل آئے گی کیونکہ مَیں نے اس فارم کے ہر کونے میں دو دو نفل پڑھے ہوئے ہیں۔ تو پرانے بزرگوں کی ایک بات یہ بھی تھی کہ ان کا دعاؤں پر اتنا یقین تھا اور دعاؤں سے بہت کام لیتے تھے۔

☆ زمانۂ طالبعلمی میں مَیں اپنے تمام ساتھیوں میں سے کمزور ترین طالبعلم تھا۔ دسویں کا امتحان پاس کرنے کے بعد میں نے مزید تعلیم کے لئے میڈیکل سائنس کے مضامین منتخب کئے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ میں ایک کمزور طالب علم ہوں میری ہمّت بلند تھی۔ البتہ مَیں ان مضامین میں چل نہ سکا۔ لہٰذا دو سال بعد میں نے آرٹس کے مضامین رکھ لئے۔ اِس کے باوجود بھی مَیں بورڈ کا امتحان پہلی کوشش میں پاس نہیں کرسکا اور ایک مضمون میں مجھے دوبارہ بیٹھنا پڑا۔ گریجوایشن کے وقت بھی دوسری کوشش میں ہی کامیاب ہوسکا۔ اس کے بعد مَیں ایگریکلچر یونیورسٹی میں چلا گیا کیونکہ بچپن سے ہی اس کے ساتھ میری دلچسپی تھی۔ مَیں اپنے ابّا کے ساتھ زرعی فارم پر جایا کرتا تھا۔ گو کہ زرعی یونیورسٹی میں میری تعلیمی کارکردگی بہت اچھی نہ تھی پھر بھی مَیں اچھے نمبروں سے کامیاب ہوگیا۔ میرے خیال میں اس کے پیچھے میری دعائیں اور مستقبل کے لئے میرے اچھے ارادے ہی تھے۔ کیونکہ جب مَیں نے زندگی وقف کرنے کا ارادہ کیا تو مَیں نے اللہ کے حضور دعا کی کہ اے اللہ! مَیں ایسا اسی صورت میں کروں گا اگر M.Sc. کے فائنل امتحان میں میری فرسٹ ڈویژن آئے۔ یہ رزلٹ اسی دعا کا نتیجہ تھا۔

☆ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ جب فوت ہوئے تو اس وقت مَیں پندرہ سال کا تھا۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثالثؒ میرے ماموں تھے۔ خلیفہ منتخب ہونے کے بعد میرے ساتھ اُن کی محبت اور شفقت پہلے سے کئی گُنا بڑھ گئی تھی۔

جب مَیں یونیورسٹی میں تھا تو حضورؒ نے مجھے فرمایا کہ میں وہاں سے اُن کے لئے خالص شہد لے کر آؤں۔ یونیورسٹی میں ایک ڈیپارٹمنٹ کا نام Apiculture Department تھا جس میں شہد کی مکھیاں پالنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ میں وہاں سے ان کے لئے خالص شہد لے کر آتا تھا۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے کچھ پیسے دیئے۔ مَیں نے کہا کہ ابھی رہنے دیں جب مَیں شہد لے آؤں گا تو تب پیسے لے لوں گا۔ انہوں نے کہا نہیں تم یہ پیسے لے لو کیونکہ میرا طریق ہے کہ جب میں کسی کو کہہ کر کوئی چیز منگواتا ہوں تو اس کی ادائیگی پہلے کرتا ہوں۔ اتفاقاً اُس مرتبہ مجھے شہد نہ مل سکا۔ یونیورسٹی کے ایک احمدی پروفیسر سے مَیں نے ذکر کیا کہ مجھے حضرت خلیفۃالمسیح الثالث کے لئے شہد چاہئے۔ تو انہوں نے ایسا شہد لاکر دیا جس کے اندر چھتہ بھی موجود تھا۔ انہوں نے مجھ سے اس شہد کی قیمت نہیں لی تھی چنانچہ میں نے وہ شہد لاکر دیا اور 20

روزنامہ الفضل ربوہ 24 مئی 2012ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک خوبصورت نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

اس ارمغانِ زیست کا ارماں تمہی تو ہو
اہل وفا کے چَین کا ساماں تمہی تو ہو
آقا! سبھی کے درد کا درماں تمہی تو ہو
تم ہو ہمارے دلبر و دلدار زندہ باد
اے قدسیوں کے قافلہ سالار زندہ باد
ابنِ غلامِ احمدِ مختار زندہ باد

سر پر محبتوں کا یہ سایہ رہے سدا
ابرِ کرم یہ پیار کا چھایا رہے سدا
ہر دل میں حسنِ یار سمایا رہے سدا
روشن ، حسین ، چہرۂ انوار زندہ باد
اے قدسیوں کے قافلہ سالار زندہ باد
ابنِ غلامِ احمدِ مختار زندہ باد

ہر لمحہ فرط و کیف کے ساماں رہیں یوں ہی
اس بزمِ لازوال پہ نازاں رہیں یوں ہی
ہم اپنی خوش نصیبی پہ فرحاں رہیں یوں ہی
اے رہنمائے محفلِ ابرار زندہ باد
اے قدسیوں کے قافلہ سالار زندہ باد
ابنِ غلامِ احمدِ مختار زندہ باد

روپے جو حضورؒ نے مجھے شہد کے لئے دیئے تھے واپس دینے چاہے تو حضورؒ نے فرمایا کہ میں دی ہوئی رقم واپس نہیں لیا کرتا۔ یہ پیسے تمہارے ہیں خواہ شہد دینے والے نے تم سے رقم لی ہو یا نہ لی ہو۔

☆ جب میں نے اپنی زندگی وقف کرنے کا فیصلہ کیا تو تحریک جدید نے فیصلہ کیا کہ اُنہیں اس مضمون کے Qualified کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے خیال میں نہ ہی وہ مجھے دفتری کام سونپ سکتے تھے اور نہ ہی انہیں افریقن ممالک میں ہمارے سکولوں کے لئے اس مضمون کے کسی ٹیچر کی ضرورت تھی۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ ''تمہیں اس کی ضرورت نہیں مگر مجھے اس کی ضرورت ہے''۔ پھر آپؒ نے مجھے نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا جانے کا ارشاد فرمایا۔ روانگی کے وقت جب مَیں ملنے گیا تو حضورؒ نے مجھے گلے لگایا۔ کسی خلیفہ سے گلے ملنے کا یہ میرے لئے پہلا موقعہ تھا۔ اس موقع پر حضورؒ نے ایک نہایت اہم بات جو مجھ سے فرمائی وہ یہ تھی کہ ہمیشہ یاد رکھنا کہ تم غانا ایک واقف زندگی کے طور پر جا رہے ہو اور یہ بھی یاد رکھنا کہ تم حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہو اس لئے لوگوں کی نظریں تم پر ہوں گی۔ لہٰذا ہمیشہ اپنے اللہ کو یاد رکھنا۔ کوئی ایسا کام نہ کرنا جو اسلام کی تعلیم اور احمدیت کی روایات کے خلاف ہو۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سے میرا بچپن سے ہی بہت قریبی تعلق تھا۔ 1972ء میں اتفاقاً مری میں ہمارا اکٹھا چند دن کا پروگرام بن گیا۔ وہاں مَیں آپ کے ساتھ مل کر ہائیکنگ اور کوہ پیمائی کرتا رہا۔ ہم نے سارا وقت بہت بے تکلفی کے ماحول میں گزارا۔ جب آپ خلیفہ بنے تو مَیں اُس وقت غانا میں تھا اور آپ کے خلیفہ بننے کے بعد آپ سے میری پہلی ملاقات یہاں لندن میں 1985ء میں ہوئی جبکہ مَیں غانا سے ربوہ جاتے ہوئے لندن میں دو دن کے لئے ٹھہرا تھا۔ گو کہ خلیفہ بننے سے پہلے مَیں آپ سے بہت بے تکلّف تھا لیکن اب آپ کی شخصیت مکمل طور پر بدل چکی تھی اور اس کے واسطہ سے میرے انداز میں بھی ایک تبدیلی پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ مختلف امور پر گفتگو بھی ہوئی مگر اب وہ پہلے والی بات نہ تھی۔ بعد میں حضورؒ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تم غانا واپس جانے کی بجائے ربوہ میں ہی رہو اور آپؒ نے ربوہ میں ہی میری تقرری فرما دی۔

پھر حضورؒ نے اپنے کچھ نجی کاموں کی ذمہ داریاں بھی مجھے سونپ دیں۔ میں حضورؒ کی سندھ، پنجاب اور دیگر جگہوں پر موجود زرعی زمینوں کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ پھر حضورؒ نے مجھ پر اس قدر اعتماد کیا کہ یہ سارے کام میرے سپرد کر دیئے۔ جب کبھی مَیں کوئی مشورہ عرض کرتا تو حضور فوراً قبول فرما لیتے۔ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی معاملہ میں کسی اَور نے مجھ سے مختلف رائے دی ہو اور حضورؒ نے میری تجویز کو منظور نہ فرمایا ہو۔

اس کے علاوہ حضورؒ نے جماعتی معاملات میں بھی مجھ پر بہت اعتماد کیا۔ آپ نے مجھے ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا جو پاکستان میں سب سے بڑا جماعتی عہدہ ہے۔ مَیں ناتجربہ کار تھا اور کم عمر بھی تھا۔ اُس وقت حالانکہ مجھ سے زیادہ تجربہ کار لوگ بھی موجود تھے جو مجھ سے کہیں زیادہ قابلیت رکھنے والے، روحانی لحاظ سے بلند مرتبت والے، ذہنی صلاحیتوں میں بھی بڑھ کر تھے اور بھی بہت سے Factors تھے مگر پتہ نہیں کیوں مجھے اس عہدہ پر مقرر فرمایا؟ شاید یہ تمام خدائی منشاء تھا یا حضورؒ کا مجھ پر اعتماد اور آپ کی دعائیں تھیں۔ پاکستان میں انتظامی امور کے چلانے میں کافی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر مَیں ان مشکلات پر قابو پانے میں بآسانی کامیاب ہو گیا۔

☆ اطفال الاحمدیہ میں 9 یا 10 سال کی عمر میں مجھے اپنے گروپ کا سائق مقرر کر دیا گیا۔ پھر محلّہ میں خدام الاحمدیہ کے مختلف شعبوں کا منتظم اور پھر زعیم بنا۔ اس کے بعد مہتمم مقامی ربوہ کی مجلس عاملہ میں ناظم عمومی مقرر رہا۔ پھر جب مَیں فیصل آباد ایگریکلچر یونیورسٹی چلا گیا تو یونیورسٹی کے حلقہ کا زعیم منتخب ہوا۔ یہ حلقہ پہلے نچلی ترین سطح پر تھا لیکن اس کے بعد اس حلقہ نے بہت جلد ترقی کی۔ اس کی ایک وجہ وہ تجربہ بھی تھا جو مجھے بچپن سے ہی مجلس کے کاموں کا ربوہ میں حاصل ہوا تھا۔

پھر جب مَیں تعلیم مکمل کر کے فیصل آباد سے ربوہ واپس آیا تو مجھے خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مہتمم صحتِ جسمانی مقرر کر دیا گیا۔ اس کے بعد واقف زندگی کے طور پر غانا میں میری تقرری ہو گئی۔ 1985ء میں غانا سے واپس آیا تو چند ماہ کے لئے مہتمم تجنید، پھر مہتمم صحتِ جسمانی اور پھر مہتمم مجالسِ بیرون مقرر رہا اور پہلی مجلس جس کا مَیں نے دورہ کیا یُوکے کی مجلس تھی۔ یہ 1988ء کا واقعہ ہے۔ اس وقت صفی صاحب قائد خدام الاحمدیہ یُوکے ہوا کرتے تھے۔ یہاں محمود ہال میں مَیں نے خدام الاحمدیہ کی میٹنگ کی تھی۔ اسی سال حضورؒ کے نمائندہ کے طور پر جرمنی میں ہونے والے خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے افتتاح کے لئے بھی بھجوایا گیا تھا۔ پھر 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سسٹم میں تبدیلی فرمائی اور ہر ملک کو اپنا صدر خدام الاحمدیہ مقرر کرنے کی ہدایت فرمائی۔

☆ 1971ء میں گریجویشن مکمل کر کے مَیں نے پاکستان آرمی کے لئے اپلائی کیا۔ اگرچہ اُس وقت بھی میری خواہش وقف زندگی ہی کی تھی لیکن چونکہ میرے گریڈ اتنے زیادہ اچھے نہ تھے اس لئے میں نے یہ سوچا کہ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ چونکہ تم کچھ اَور نہیں کر سکتے تھے اس لئے تم نے زندگی وقف کر دی ہے۔ لہٰذا میں نے فیصلہ کیا کہ پاکستان آرمی جوائن کرلوں۔ لیکن آخری ٹیسٹ میں جو کوہاٹ میں ہوا تھا مجھے Reject کر دیا گیا۔ وہاں ایک Practical task کے دوران ہمارے گروپ کے لئے مقرر میجر نے مجھ سے کہا کہ جب تم کسی گروپ لیڈر کے تحت کام کر رہے تھے تو اپنا کام کرنے کے ساتھ ساتھ گروپ لیڈر کو مسلسل مشورے دے رہے تھے اور جب تم گروپ لیڈر بنائے گئے تو اُس وقت بھی تم اپنے ماتحت ساتھیوں کو احکامات دے رہے تھے اس لئے میرا خیال ہے کہ تم آرمی کی بجائے کوئی ایسا جاب تلاش کرلو جہاں تم دوسروں کو احکامات دے سکو۔

پس ابتدا سے ہی جب آپ 'اطفال الاحمدیہ' یا 'خدام الاحمدیہ' میں کام کر رہے ہوتے ہیں تو آپ مسائل کا سامنا کرنا اور انہیں حل کرنا سیکھتے ہیں۔ دوسروں کی راہنمائی کرتے ہیں اور اچھی تجاویز دینا سیکھتے ہیں۔

☆ مجھے جو اسیر راہ مولیٰ بننے کا موقع ملا تو اصل معاملہ ہمارے شہر ربوہ کے نام کی تبدیلی کا تھا۔ چونکہ ربوہ کا لفظ قرآن کریم میں آیا ہے اس لئے مولویوں کے مطالبہ پر پنجاب اسمبلی میں ربوہ کا نام پہلے صدیق آباد تجویز کیا گیا مگر بعد میں انہیں خیال آیا کہ اس نام میں بھی اسلامی رنگ پایا جاتا ہے۔ آخرکار وہ چناب نگر کے نام پر متفق ہوئے۔ پنجاب اسمبلی نے یہ قرارداد پاس کی تو ربوہ کی Main شاہراہ پر لگے سائن بورڈوں پر (جن پر ربوہ لکھا ہوا تھا) کسی سرکاری اہلکار نے سفیدی پھیر دی۔ کسی شخص نے اس سفیدی کو دھو دیا۔ اور یہ معاملہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان خاصی کشیدگی کا باعث بن گیا تھا۔ پھر ربوہ کے بس سٹینڈ کے سامنے لکھی ہوئی قرآنی آیت یا عربی زبان میں چند الفاظ پر کسی نے Paint کر دیا تو ایک شرارتی مولوی نے یہ آواز اٹھائی کہ مرزا مسرور احمد اور صدر عمومی کرنل ایاز احمد خانصاحب اور دو دیگر افراد نے یہ کام کیا ہے۔ چنانچہ ہمارے خلاف ربوہ کے پولیس سٹیشن میں مقدمہ درج کرا دیا گیا۔ مخالفین اس کیس میں دفعہ 295-C کے تحت کارروائی کرنا چاہتے تھے جس کے تحت حتمی سزا موت یعنی پھانسی ہو سکتی ہے۔ اس پر صدر انجمن احمدیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اجازت سے اس F.I.R کے خلاف ہائی کورٹ میں اپیل دائر کر دی۔ مَیں عدالت کے سامنے پیش ہوا تو عدالت نے فیصلہ دیا کہ یہ کیس واپس سیشن کورٹ بھیج دیا جائے جہاں یا تو ضمانت منظور کی جائے گی یا کیس کی سماعت ہو گی۔ چنانچہ پہلے یہ کیس جھنگ کی سیشن کورٹ میں اور پھر چنیوٹ منتقل کر دیا گیا جہاں ہماری چار یا پانچ دفعہ پیشی ہوئی۔ ہمارے حق میں بہت سی شہادتوں اور دلائل کے باوجود جج نے ہمیں مجرم قرار دے کر جیل بھجوانے کا فیصلہ دیدیا۔ عموماً عدالت میں پولیس نہیں ہوتی مگر چونکہ پہلے سے یہ امر طے شدہ تھا اس لئے فیصلے سے پہلے ہی پولیس نے ہمیں گھیرا ہوا تھا۔ ہمیں پتہ تھا کہ کیا ہونے جا رہا ہے۔ ہمارے دو ساتھی ماسٹر محمد حسین صاحب اور ایک لڑکا اکبر بھی ملزم قرار دیئے گئے تھے۔ چنانچہ پولیس انسپکٹر نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو ہتھکڑیاں لگا دیں۔ مَیں نے یہ دیکھا تو اپنے ہاتھ بھی آگے کر دیئے کہ پھر مجھے بھی ہتھکڑی لگاؤ۔ وہ انسپکٹر بہت گھبرایا ہوا اور شرمندہ تھا۔ کہنے لگا نہیں نہیں ہمیں صرف ان دونوں کو ہتھکڑی لگانے کو کہا گیا ہے آپ کو نہیں۔ ہم آپ کو صرف ان دونوں کے ساتھ پولیس سٹیشن لے جائیں گے۔ چنانچہ وہ ہمیں پولیس سٹیشن لے گئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا مسجد اقصیٰ میں جمعہ پڑھانے والے امام صاحب نے ہمارے خلاف ہونے والے کیس کا ذکر کر دیا اور یہ بھی کہ ہمیں گرفتار کرلیا گیا ہے۔ چنانچہ جمعہ کے بعد قریباً سارا ربوہ پولیس سٹیشن کے باہر جمع ہو گیا۔ ہر طرف مرد، عورتیں اور بچے کھڑے نظر آتے تھے۔ ہمیں ایک رات ربوہ کے پولیس سٹیشن میں رکھ کر اگلے دن جھنگ لے جایا گیا۔

جھنگ جیل کی بیرکس کے اندر بہت سے جرائم پیشہ افراد تھے۔ کئی قتل میں ملوث تھے۔ کالعدم دہشتگرد تنظیم سے تعلق رکھنے والے بھی تھے۔ ہم اپنے حلیوں اور چہروں سے اُن سے مشابہت نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے ہم انہیں بہت معزز دکھائی دیئے۔ پہلے انہوں نے خیال کیا کہ شاید حکومت یا انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ نے ہمیں اُن سے تفتیش کرنے یا معلومات حاصل کرنے کیلئے بھیجا ہے اس وجہ سے وہ کافی گھبرا گئے۔ لیکن بعد میں جب اُن کو معلوم ہوا کہ ہم احمدی ہیں اور ہمارے خلاف کیس کی تفصیلات کا انہیں علم ہوا تو ان میں سے بعض نے ہمارے ساتھ ہمدردانہ رویّہ اختیار کیا اور جو دہشتگرد تنظیم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے سوچنا شروع کیا کہ ان چار احمدیوں کے خلاف کیا کیا جائے۔

جیل کی جس بیرک میں ہمیں بھیجا گیا تھا وہ غالباً صرف چالیس افراد کے لئے تھی لیکن اس میں 200 کے قریب افراد تھے لہٰذا وہاں بیٹھنے کے لئے بھی جگہ تلاش کرنا مشکل تھا۔ ایک شخص نے ہمیں اپنی دری دی کہ آپ یہاں بیٹھ جائیں۔ ہم کچھ دیر وہاں بیٹھے اور دوپہر کا کھانا وہیں کھایا۔ شام کو ہمیں احساس ہو گیا کہ رات یہیں گزارنی پڑے گی۔ وہاں سونا ویسے ہی محال تھا۔ چنانچہ ہم نے آپس میں مشورہ کیا اور صدر عمومی کرنل ایاز محمود خان صاحب نے کہا کہ مجھے جیلر سے بات کرنے دیں کہ ہم ان کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے کیونکہ ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ لوگ منصوبہ بندی کر چکے ہیں کہ رات کو ہمیں نقصان پہنچائیں گے۔ پاکستانی جیلوں میں اگرچہ اسلحہ وغیرہ لے جانے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن ہمیں وہاں جا کر معلوم ہوا کہ جیل کے اندر کس طرح چمچ کے دستے کو رگڑ کر تیز دھار والے چاقو کی شکل دیدی جاتی ہے۔

سپرنٹنڈنٹ جیل بات کو سمجھ گیا اور شام چھ بجے کے قریب انہوں نے یہ انتظام کیا کہ دوسرے لوگوں کو وہاں سے نکال کر کسی اَور جگہ منتقل کر دیا۔ اس بات پر دوسرے لوگ ہم سے بہت ناراض ہوئے۔ وہ سب اَن پڑھ اور جرائم پیشہ لوگ تھے۔ ہم نے چند گھنٹے اُن میں گزارے تو ان میں سے بعض نے بتایا تھا کہ اس نے تین قتل کئے ہوئے ہیں اور بعض نے اپنی بہن کا قتل کیا تھا اور بعض ڈکیتی اور دیگر جرائم میں ملوث تھے۔ بہرحال یہ چند گھنٹے ایک عجیب تجربہ تھا۔ ہم نے اخبارات میں ایک دفعہ یہ خبر پڑھی تھی کہ جیل کے اندر دو گروپوں کے درمیان ہونے والی لڑائی میں دو پارٹیوں کے کئی افراد قتل کر دیئے گئے۔ اُس وقت یہ سمجھنا مشکل تھا کہ جیل کے اندر ایسا کرنا کس طرح ممکن ہے مگر وہاں جانے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ یہ کس طرح ہوتا ہے۔

ہم نے ایک رات وہاں گزاری۔ اگلے دن انہوں نے ہمیں پانی اور صاف ستھری ٹائلٹ کی سہولت فراہم کر دی۔ ہم نے قریباً دس دن وہاں گزارے۔ جماعت کے لوگوں کو اس بارہ میں تشویش اور فکرمندی تھی۔ سات آٹھ دنوں کے بعد میں نے جان لیا کہ یہ کیس لمبا چلے گا۔ 295-C ایسی دفعہ تھی کہ اگر اس کی ضمانت کروا بھی لی جاتی تو کوئی اَور دفعہ لگا کر کیس بنا دیا جاتا۔ مخالفین کو پورا یقین تھا کہ اِس شخص کو یونہی نہیں جانے دیا جائے گا۔ چنانچہ سات آٹھ دنوں کے بعد میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھ دیا کہ میرا خیال ہے کہ اس کیس کو کچھ وقت لگے گا اس لئے مناسب ہے کہ کسی اَور کو ناظر اعلیٰ مقرر کر دیا جائے تاکہ وہ انجمن کے معاملات کو بغیر کسی رکاوٹ کے چلاتا رہے۔ حضورؒ نے جواب بھجوایا کہ ناظر اعلیٰ آپ ہی رہیں گے۔ جیل کے افسران نے ہمارے ساتھ فراخدلانہ سلوک روا رکھا اور مجھے اس بات کی اجازت دے دی کہ مَیں چیک وغیرہ سائن کر سکوں۔ دیگر ذمہ داریاں قائم مقام ناظر اعلیٰ جن کو مَیں نے مقرر کیا تھا ادا کرتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی طرف سے یہ جواب ملنے کے بعد کہ ''ناظر اعلیٰ آپ ہی رہیں گے'' مَیں سمجھ گیا تھا کہ اللہ کے فضل سے اب یہ کیس لمبا نہیں چلے گا۔ جیل میں بعض ساتھیوں نے کچھ خوابیں بھی دیکھی تھیں جن کی مَیں نے یہ تعبیر کی کہ ہم جلد قید سے رہا کر دیئے جائیں گے۔

گیارہ دن کے بعد ہم میں سے دو کو رہا کر دیا گیا۔ باقی دو کو بھی اگلے دن چھوڑ دیا گیا۔

کیس تیار کرنے والے مجسٹریٹ نے اس کیس کو اس طرح تیار کیا کہ اس میں جرم کی شدّت کو خوب اچھی طرح بیان کیا گیا تھا۔ اور آپ کو یہ جان کر تعجب ہو گا کہ وہ مجسٹریٹ میرا دوست تھا یا کم از کم میرا دوست ہونے کا اظہار کرتا تھا۔ مَیں اُسے اچھی طرح جانتا تھا۔ اُسے یہ اندازہ نہیں تھا کہ کیس کی سنگینی اس حد تک پہنچ جائے گی۔ چنانچہ جب اس نے ہمیں جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھا تو اس نے ایک اور رپورٹ تیار کی کہ اسے کچھ اَور شواہد اور اشارے ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مجرم نہیں ہیں۔ لیکن حکّام مخالفین سے اس قدر خوفزدہ تھے کہ انہوں نے مخالفین کو پتہ نہیں لگنے دیا کہ وہ اس کیس کو ختم کرنے جا رہے ہیں اور انہوں نے ایسا کر دیا۔ مخالف یہی سمجھتا رہا کہ ہمارے خلاف کیس چل رہا ہے۔

(آئندہ شمارہ میں جاری ہے)

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 27, 2018 – May 03, 2018

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday April 27, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Yoonus, verses 45-76.
00:35	Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 67.
01:25	Jamia Convocation Shahid 2016
02:40	In His Own Words
03:10	Spanish Service
03:45	Waqfe Nau Ijtema Pakistan
04:10	Tarjamatul Qur'an Class
05:10	The True Concept Of Khilafat
05:40	Seerat-e-Ahmad
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 19-27.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
07:00	Beacon Of Truth
07:55	Pakistan National Assembly 1974
09:00	Peace Symposium: Recorded on March 25, 2017.
10:25	In His Own Words
10:55	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:45	Islami Mahino Ka Ta'aruf
14:00	History Of Cordoba
14:25	Shotter Shondhane
15:25	Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:45	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Beacon Of Truth [R]
19:30	Peace Symposium [R]
20:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:45	Noor-e-Mustafwi [R]
22:55	Pakistan National Assembly 1974

Saturday April 28, 2018

00:00	World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:25	Peace Symposium
02:50	In His Own Words
03:20	Beacon Of Truth
04:05	Friday Sermon
05:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 28-36.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:05	Aao Urdu Seekhein
07:30	Open Forum
08:00	International Jama'at News
08:50	Rishta Nata Ke Masa'il
09:05	Friday Sermon: Recorded on April 27, 2018.
10:15	In His Own Words
10:45	Dua-e-Mustaja'ab
11:10	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Bangla Shomprochar
15:15	Khazain-ul-Mahdi
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Tilawat: Surah Hood, verses 7-41.
18:40	Aao Urdu Seekhein
19:00	Open Forum
19:30	Dua-e-Mustaja'ab
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Holland 2012
21:00	International Jama'at News [R]
21:55	History Of Cordoba
22:30	Friday Sermon [R]
23:40	Khazain-ul-Mahdi [R]

Sunday April 29, 2018

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:35	Huzoor's Jalsa Salana Address Holland 2012
02:30	In His Own Words
03:00	History Of Cordoba
03:30	Open Forum
04:00	Friday Sermon
05:20	Rishta Nata Ke Masa'il
05:30	Khazain-ul-Mahdi
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 37-45.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 68.
07:00	Rah-e-Huda: Recorded on April 28, 2018.
08:35	Roots To Branches
09:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
10:10	In His Own Words
10:35	Ilmul Abdaan
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 27, 2018.
14:15	Shotter Shondhane
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:20	In His Own Words [R]
16:50	Aadab-e-Zindagi
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Hood, verses 42-84.
18:35	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
19:00	Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
20:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Aadab-e-Zindagi [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:35	Roots To Branches [R]

Monday April 30, 2018

00:05	World News
00:25	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:35	In His Own Words
03:05	Ilmul Abdaan
03:40	Friday Sermon
04:50	Husn-e-Biyan
05:30	Roots To Branches
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 46-59.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:25	Jalsa Salana Speeches
09:00	Baitul Afiyat Mosque: Recorded on April 10, 2017 in Germany.
10:25	Swahili Service
11:00	Friday Sermon
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon [R]
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Baitul Afiyat Mosque [R]
16:30	International Jama'at News
17:20	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service - Stoppa Krisen
19:00	Jalsa Salana Speeches [R]
19:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
20:00	Baitul Afiyat Mosque [R]
21:10	Pakistan National Assembly 1974
22:00	The Review Of Religions
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]

Tuesday May 01, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:30	Baitul Afiyat Mosque
02:40	Aao Urdu Seekhein
03:00	International Jama'at News
03:55	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Kasre Saleeb
05:30	Jalsa Salana Speeches
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 60-70.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 69.
07:00	Liqa Ma'al Arab: Recorded on September 11, 1996.
08:05	Story Time
08:30	Oil Painting With Ken Harris
09:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
10:00	In His Own Words
10:30	Khazeena-e-Urdu
11:05	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 27, 2018.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
16:15	In His Own Words
16:45	Beacon Of Truth: Recorded on April 29, 2018.
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat: Surah Yoosuf verses 8-53.
18:35	Rah-e-Huda: Recorded on April 28, 2018.
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:40	Maidane Amal Ki Kahani [R]
22:20	Liqa Ma'al Arab [R]
23:25	Oil Painting With Ken Harris [R]

Wednesday May 02, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:40	In His Own Words
03:10	Beacon Of Truth
04:00	Liqa Ma'al Arab
05:10	An Introduction To Ahmadiyyat
06:00	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 71-81.
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25	Al-Tarteel: Lesson no. 26.
07:00	Question And Answer Session: Recorded on February 16, 1997.
08:00	Kuch Yaadein Kuch Baatein
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian: Recorded on December 29, 2013.
10:00	In His Own Words
10:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 27, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:40	Mosha'airah
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 54-101.
18:35	French Service: Horizons d'Islam
19:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:05	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	Mosha'airah [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:25	InfoMate

Thursday May 03, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:40	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
01:00	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address Qadian
02:35	In His Own Words
03:05	Kuch Yaadein Kuch Baatein
04:00	Question And Answer Session
04:45	InfoMate
05:15	Mosha'airah
06:00	Tilawat: Surah An-An'aam, verses 1-12.
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 55.
07:00	Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on April 30, 1996.
08:05	Beacon Of Truth: Recorded on March 11, 2018.
09:00	Huzoor's Reception At Baitul Ahad Mosque: Recorded on November 21, 2015 in Japan.
10:10	Masjid Mubarak Qadian
10:30	Prophecies In The Bible
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on March 9, 2018.
14:05	Beacon Of Truth [R]
14:55	In His Own Words
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:05	Seekers Of Treasure
17:40	Masjid-e-Aqsa Rabwah
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:35	Prophecies In The Bible [R]
19:05	Open Forum [R]
19:35	Khazain-ul-Mahdi [R]
20:00	Friday Sermon [R]
21:05	In His Own Words [R]
21:40	Seekers Of Treasure
22:20	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:25	A Wonder Of Nature

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 27 April 2018 | Issue No. 17

قرآن کریم کا علم وعرفان حاصل کرنا صرف ایک مہینے پر ہی منحصر نہیں بلکہ سارا سال رہنا چاہئے۔

جہاں مساجد ہیں، سینٹر ہیں، نماز باجماعت ہوتی ہے وہاں بھی درس کا انتظام ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے بھی مَیں تمام دنیا کی جماعتوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مبلغین ومربیان جو ہیں وہ اپنی مقامی زبان میں جس حدتک تفسیر کبیر کا یا دوسری تفاسیر جو جماعت میں ہیں بلکہ تفسیر کبیر ہی پہلے لینی چاہئے اس کا جس حدتک بہتر ترجمہ کر سکتے ہیں کریں اور درس دیا کریں اور جہاں مربیان نہیں ہیں وہاں کوئی بھی اردو پڑھنے والا لیکن صاحبِ علم قرآن کریم کا اس زبان میں ترجمہ کر کے درس دے سکتا ہے۔ یا انگلش میں فائیو والیم کمنٹری (Five Volume Commentary) ہے اس میں سے درس دے سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی آخری چار سورتوں کا درس۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے حوالہ سے ان سورتوں کے مضامین کی پُر معارف تشریح۔ اجتماعی دعا

درس القرآن سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ مورخہ 29 /جولائی 2014ء بمطابق 29/وفا 1393 ہجری شمسی، 30 /رمضان 1435 ہجری قمری بمقام مسجد فضل لندن

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تلاوت کرنے سے پہلے مَیں ایک دو باتوں کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جس کا درس سے ہی تعلق ہے۔ کیونکہ یہاں کے رہنے والوں کو تو پتہ ہے، علم میں ہے کہ یہاں درس باقاعدہ ہوتا ہے۔ باہر کی دنیا کو یہ پتہ نہیں کہ رمضان کے مہینہ میں باقاعدگی سے شام کو یہاں درس ہوتا رہا۔ مختلف علماء دو دو دن درس دیتے رہے۔ اس لئے یہ واضح ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان میں یہاں پورے قرآن کریم کا درس ہوا۔ یہ نہیں کہ آخری تین یا چار سورتیں پڑھ کے درس دے دیا اور دعا ہوگئی اور رمضان اور قرآن کریم کا حق ادا ہوگیا۔ قرآن کریم کا حق اسی صورت میں ادا ہوتا ہے جب پورا رمضان اس پر توجہ دی جائے۔ اس کی تلاوت کی جائے۔ اس کی تفسیر سنی جائے۔ مساجد میں باقاعدہ درس ہوں۔ یہ وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ مختلف مذاہب سے، مختلف فرقوں سے، مختلف روایات کے ساتھ لوگ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں اور غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ شاید یہ آخری دن کا درس ہی پورے رمضان کے جتنے دروس ہیں ان پر حاوی ہوگیا اور کافی ہوگیا۔ بعض دفعہ ایسی باتوں سے بدعات بھی راہ پا جاتی ہیں اس لئے وضاحت ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان بدعات کو ختم کرنے آئے تھے اور قرآن کریم کی محبت اور تعلیم کو دنیا میں پھیلانے آئے تھے۔ قرآن کریم کا پیار اور اس پر عمل کروانے کی تڑپ آپ میں کس قدر تھی۔ اس بارے میں آپ ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن کریم کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13) پھر فرمایا ''تم ہشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن۔ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہی ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مُصدّق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے''۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

پس قرآن کی یہ اہمیت ہے جس کی وجہ سے رمضان میں جماعت میں قرآن کریم کے درس کا سلسلہ خاص طور پر جاری ہے اور اسی حوالے سے آج اس سلسلے کا آخری درس ہے۔ لیکن اس درس اور دعا کے بعد درسوں کا سلسلہ بند نہیں ہو جاتا اور نہ ہونا چاہئے۔ قرآن کریم کا علم وعرفان حاصل کرنا صرف ایک مہینے پر ہی منحصر نہیں بلکہ سارا سال رہنا چاہئے۔ اس وجہ سے یہاں روزانہ فجر کی نماز کے بعد چند منٹ کے لئے قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر بیان کی جاتی ہے۔ اس علاقے میں رہنے والے لوگوں کو اس کو سننا چاہئے۔ اسی طرح جن جن دوسری جگہوں پر لوگ رہ رہے ہیں جہاں مساجد ہیں، سینٹر ہیں، نماز باجماعت ہوتی ہے وہاں بھی درس کا انتظام ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے بھی مَیں تمام دنیا کی جماعتوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ مبلغین ومربیان جو ہیں وہ اپنی مقامی زبان میں جس حدتک تفسیر کبیر کا یا دوسری تفاسیر جو جماعت میں ہیں بلکہ تفسیر کبیر ہی پہلے لینی چاہئے اس کا جس حدتک بہتر ترجمہ کر سکتے ہیں کریں اور درس دیا کریں اور جہاں مربیان نہیں ہیں وہاں کوئی بھی اردو پڑھنے والا لیکن صاحب علم قرآن کریم کا اس زبان میں ترجمہ کر کے درس دے سکتا ہے۔ یا انگلش میں فائیو والیم کمنٹری (Five Volume Commentary) ہے اس میں سے درس دے سکتے ہیں۔ جہاں یہ بھی نہیں ہے وہاں مختلف زبانوں میں تراجم کے مختصر نوٹس بنا کر اور اب تو کئی زبانوں میں قرآن کریم چھپ چکے ہیں ان میں سے درس دیں۔ بہرحال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ درس قرآن کریم کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔ پس اس وضاحت کو تمام دنیا کی جماعتوں کو سامنے رکھنا چاہئے۔

....

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ۔ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ۔ وَّامْرَاَتُہٗ۔ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ۔ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۔ (اللھب)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ۔ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ (الاخلاص)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ۔ (الفلق)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِکِ النَّاسِ۔ اِلٰہِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ۔ (النَّاس)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا۔ وہ ضرور ایک بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی عورت بھی اس حال میں کہ وہ بہت ایندھن اٹھائے ہوئے ہوگی۔ اس کی گردن میں کھجور کی چھال کا مضبوطی سے بنا ہوا رسّہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ تو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ تو کہہ دے کہ میں چیزوں کو پھاڑ کر نئی چیز پیدا کرنے والے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔ من شر ما خلق۔ اس کے شر سے جو اس نے پیدا کیا۔ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تو کہہ دے میں انسانوں کے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ انسانوں کے بادشاہ کی۔ انسانوں کے معبود کی۔ بکثرت وسوسے پیدا کرنے والے کے شر سے جو وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ وہ جو انسانوں کے ساتھ دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ خواہ وہ جنوں میں سے ہو یعنی بڑے لوگوں میں سے یا عوام الناس میں سے۔

....

سورۃ اللھب میں جو مضمون بیان ہوا ہے۔ تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ۔ کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوئے اور وہ بھی ہلاک ہوگیا اور مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ۔ اس کے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا۔ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ۔ وہ ضرور ایک بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔

اس سورت میں دشمنوں کے اپنی آگ میں جل جانے کا اور اسلام کی ترقی کا ذکر ہے۔ اور اس ترقی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع میں بتا دیا تھا۔ آپ کے چچا اور ان جیسے دشمنوں کی دین کو ختم کرنے کی جو خواہش تھی۔ جِن کو اپنی دولت اور طاقت اور کثرت پر بڑا فخر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب لوگ اپنی آگ میں جل جائیں گے اور پھر جیسا کہ اسلام کی تاریخ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں